ماہنامہ
الفرقان
ربوہ

مئی ۱۹۷۱ء

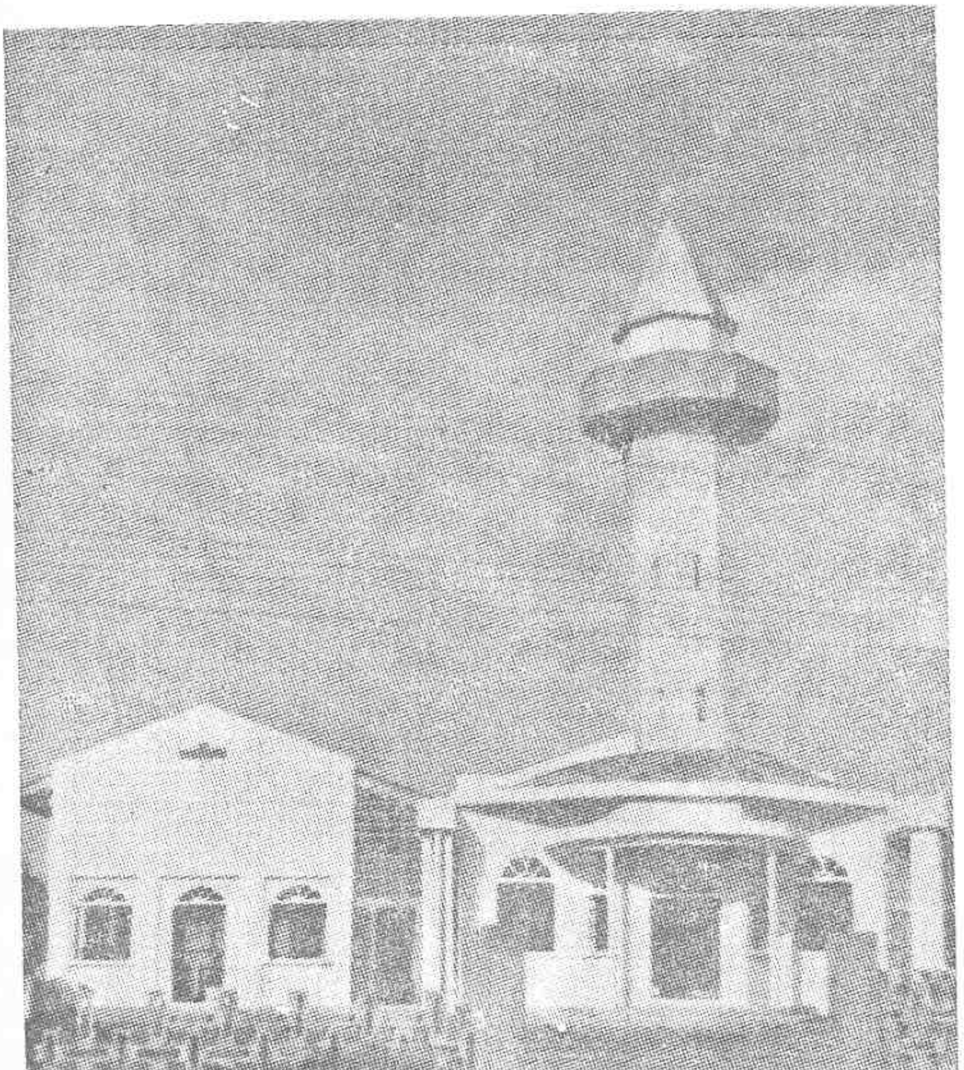

جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ توفیق دے رہا ہے کہ وہ مختلف ممالک میں اسلام کے روحانی مراکز یعنی مساجد بھی تعمیر کر رہی ہے۔ یورپ و امریکہ میں متعدد مساجد بن چکی ہیں - یہ احمدیہ مسجد ملک نائیجیریا (مغربی افریقہ) کے شہر اجیبواوڈے میں تعمیر ہوئی ہے الحمدللہ

مدیر مسئول
ابوالعطاء جالندھری

مکرم چوھدری لئیق احمد صاحب کھوکھر ایم۔اے مرحوم

عزیزم لئیق احمد مرحوم نہایت ھونہار، مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ جوانی کے عالم میں انگلستان میں اچانک فوت ھو گئے۔ ان کی نعش ربوہ لائی گئی بہشتی مقبرہ میں حسب وصیت مدفون ھوئے۔ ان کے متعلق ان کے والد صاحب کا مقالہ اسی شمارہ میں شائع ھو رہا ھے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲۱ شمارہ ۴

ماہنامہ **الفرقان** ربوہ

مئی ۱۹۷۱ء

ربیع الاوّل ۱۳۹۱ ہجری قمری

ہجرت ۱۳۵۰ ہجری شمسی

تبلیغی و تعلیمی ماہانہ مجلّہ

قواعد و ضوابط

۱۔ ہر شمسی ماہ کی پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

۲۔ سالانہ چندہ پیشگی :-

پاکستان	سات روپے
بیرونی ممالک بحری ڈاک	ایک پاؤنڈ
" " ہوائی ڈاک	دو پاؤنڈ

۳۔ اس کاپی کی قیمت ستر پیسے

۴۔ تاریخ مقررہ سے دس یوم بعد تک رسالہ نہ ملنے کی اطلاع دینے والے خریدار کو رسالہ دوبارہ بھیجا جاتا ہے۔

ادارۂ تحریر

ایڈیٹر :- **ابوالعطاء جالندھری**

نائبین (۱) دوست محمد شاہد مولوی فاضل مؤرخ احمدیت

(۲) عطاء المجیب راشد ایم اے مبلغ انگلستان

الفہرست

- جماعت احمدیہ کی عالمگیر تبلیغ اسلام کا اعتراف — ص ۲
- شذرات — ص ۴
- شیخ اکبر ابن عربیؒ اور نبوت غیر تشریعی — ص ۶
- تحریک نصرت جہاں ریزرو فنڈ (نظم) — ص ۸
- البیان (سورۃ المائدہ کا ترجمہ و مختصر تفسیر) — ص ۹
- نعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (نظم) — ص ۱۴
- بیعت اولیٰ کی تاریخ (تحقیقی مقالہ) — ص ۱۷
- فی فضیلة الاسلام (عربی نظم) — ص ۳۲
- مکرم چوہدری لئیق احمد مرحوم کی یادیں — ص ۳۳
- حیاۃ ابی العطاء — ص ۴۳
  (زندگی کے نئے سال کے پہلے دن کے جذبات)
- البیان کی اشاعت کے سلسلہ میں گرامی نامہ — ص ۴۴
- جذبات تسنیم (نظم) — ص ۴۵
- ماہنامہ الفرقان کے معاونین خاص — ص ۴۵

معذرت

مارشل لاء کے ضابطہ کی تعمیل کے باعث یہ نمبر تاخیر سے شائع ہو رہا ہے۔ اب اخباری کاغذ بہت کم کر دیا گیا ہے اسلئے کچھ صفحات کم ہو جائیں گے اور خاص نمبر بھی کاغذ کے باہر سے آجانے تک شائع نہ ہو سکے گا۔ امید ہے احباب ہماری معذرت قبول فرمائیں گے۔

(مینجر)

اداریہ

جماعت احمدیہ کی عالمگیر تبلیغ اسلام کا اعتراف

ہم ذیل میں ہفت روزہ المنبر لائل پور کے چار اقتباس درج کر رہے ہیں۔ مکرم پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب نے ایک مقالہ "علمائے کرام کی خدمت میں" کے زیر عنوان لکھا ہے جو المنبر مورخہ ۹/۱۶ اپریل ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا ہے۔ یہ اقتباسات اس مقالے سے ماخوذ ہیں۔

چشتی صاحب نے احمدیوں کی بعض اسلامی مساعی کا تذکرہ علماء کو مخاطب کرتے ہوئے کیا ہے اور علماء سے سوال کیا ہے کہ "کیا آپ کی رائے میں احمدی حضرات اسلام کی نمائندگی کر سکتے ہیں؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے تو پھر آپ ان ملکوں میں اسلام کی نمائندگی کا انتظام کیوں نہیں کرتے؟" پس چشتی صاحب نے جماعت احمدیہ کی اشاعت اسلام سے متعلق مساعی کا جو تذکرہ کیا ہے وہ ع اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ کا مصداق ہے (ایڈیٹر)

(۱)

انگلینڈ اور امریکہ کی مذہبی مجلسوں میں اسلام کی نمائندگی

"انگلینڈ اور امریکہ میں آئے دن مذہبی مجلسیں منعقد ہوتی رہتی ہیں مگر ان جلسوں میں اسلام کی نمائندگی احمدی حضرات کرتے ہیں۔ مثلاً اگست ۱۹۵۵ء میں امریکہ میں تمام مذاہب کے نمائندوں کی ایک مجلس منعقد ہوئی اس کی رپورٹ لاہوری احمدیوں کے اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی ہے جو ان کے مبلغ خان بہادر غلام ربانی صاحب نے لکھ کر بھیجی ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں:-

اس لنچ (دوپہر کے کھانے) میں سر محمد ظفر اللہ خان اور میں اکٹھے بیٹھے تھے جب صدر اجلاس نے یہ کہا کہ اس کانگریس (اجتماع) میں تمام دنیا کے ممالک اور مذاہب کے نمائندے شامل ہیں اور ہماری باری پر جب ہمیں پاکستان اور اسلام کے نام پر مجمع کے سامنے کھڑے ہونے کے لئے کہا تو ہم دونوں سفید ریش مسلمان ایستادہ ہو گئے۔"

(المنبر لائلپور ۹/۱۶ اپریل ۱۹۷۱ء ص۵)

(۲)

ساری دنیا میں تبلیغ کے میدان پر احمدی حضرات قابض ہیں

"تبلیغ و اشاعت اسلام سے آپ کی بے اعتنائی کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ آج بلاد مغرب ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں تبلیغ کے میدان پر احمدی حضرات قابض ہیں۔ یورپ اور امریکہ کے علاوہ ان کے مبلغین ان علاقوں اور ان جزیروں میں اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں جن کا نام بھی ہمارے عربی مدارس

کے اکثر طلباء نے نہیں سُنا ہوگا۔ مثلاً فجی، مارشس، ٹرینیڈاڈ اور سیرالیون، نائیجیریا وغیرہ۔" (" ")

(۳)

آج اسلام کی تبلیغ احمدی ہی کر رہے ہیں

"احمدی حضرات نے ۱۹۱۷ء میں قرآن حکیم کا انگریزی ترجمہ شائع کیا۔ اگر آپ حضرات بھی اس زمانہ میں کوئی مستند ترجمہ مع مقدمہ و حواشی مفیدہ شائع فرمادیتے تو مسلمان ان کا ترجمہ کیوں خریدتے اور ان کے ممنونِ احسان کیوں ہوتے۔ مثلاً مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے اپنی ممنونیت کا جو تذکرہ اپنے اخبار میں سپردِ قلم کیا ہے اسے پیغامِ صلح کئی مرتبہ بڑے فخر کے ساتھ اپنی مزعومہ خدمتِ اسلام کی شہادت میں پیش کر چکا ہے۔

ترجمہ کے علاوہ احمدیوں نے اسلام سے متعلق اور بہت سی کتابیں بھی انگریزی میں شائع کی ہیں جن میں سے ریلیجن آف اسلام ایسی کتاب ہے جسے ہزاروں مسلمان خرید چکے ہیں۔ اور چونکہ آپ نے ابھی تک اسلام پر بھی ایسی جامع کتاب انگریزی میں نہیں لکھی ہے اس لیے مسلم اور غیر مسلم دونوں اس کو خرید رہے ہیں۔ اسی طرح آج اگر کوئی شخص (خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم) انگریزی میں حدیث نبوی کا مطالعہ کرنا چاہے تو وہ مجبوراً احمدیوں ہی کی شائع کردہ مینول آف حدیث خریدیگا اور انہی کی "اسلامی خدمت" کا اعتراف کرے گا۔ چنانچہ میں نے بہت سے مسلمانوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ آج اسلام کی تبلیغ یہی احمدی کر رہے ہیں ہمارے علماء تو اس طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے۔" (" ")

(۴)

مسلمان، احمدی مبلّغین کو اسلام کا خادم اور نمائندہ یقین کرتے ہیں

"انگلستان میں آکسفورڈ، کیمبرج اور دوسری درسگاہوں میں جو مسلمان تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ انہی احمدی مبلّغین کو اپنے جلسوں میں اسلام پر تقریریں کرنے کے لیے مدعو کرتے ہیں اور اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ مسلمان ان کو اسلام کا خادم اور نمائندہ یقین کرتے ہیں اور ساری عمر ان کی خدمات کے معترف رہتے ہیں۔ آپ کی اس غفلت کا سب سے زیادہ رنجدہ نتیجہ یہ ہے کہ احمدی حضرات مسلمانوں سے یہ کہتے رہتے ہیں کہ چونکہ تمہارے علماء نے "امامِ زمان" کا انکار کر دیا اس لئے خدا نے ان کو بلادِ مغرب میں تبلیغِ اسلام کی توفیق عطا نہیں کی۔" (")

ناظرینِ کرام! یہ چند تازہ حوالے اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو اشاعتِ اسلام کی عظیم توفیق عطا فرمائی ہے۔ ان اقتباسات میں یہ اعتراف بھی موجود ہے کہ دیگر فرقے اِس سعادت سے ہنوز محروم ہیں۔

اس سے موازنہ ہو سکتا ہے کہ خدمتِ اسلام بجا لانے والی کونسی جماعت ہے وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن ؂

شذرات

(۱) حضرت سیّد احمد بریلویؒ اور سید اسمٰعیل شہیدؒ انگریزوں کے آلۂ کار؟

حضرت سید احمد شہید بریلویؒ اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے بارے میں ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور نے مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان کے منشور سے یہ اقتباس نقل کیا ہے :-

"جب فرنگیوں نے تخت و تاج دہلی پر قبضہ کرکے ہندوستان میں مسلمانوں کے اقتدار کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے **کچھ نام نہاد علماء** کو خریدا جنہوں نے سکھوں سے جنگ کی آڑ میں مجاہدین آزادی کو انگریز سے لڑنے سے روکا" (منشور مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان ص ۵-۶)

اس اقتباس کے لفظ "نام نہاد علماء" پر حاشیہ میں لکھا ہے کہ :-

"جنہیں بعد میں انگریزوں کے ایماء پر شہید اور جنگِ آزادی کا ہیرو مشہور کیا گیا حالانکہ حقیقت میں یہ لوگ انگریز کے آلۂ کار تھے" (۵)

مدیر تنظیم اہلحدیث لکھتے ہیں کہ "ان سے ان کی غرض شہداء فی سبیل اللہ حضرت سید احمد شہید بریلوی اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہید اور ان کی تحریک ہے" (تنظیم اہلحدیث ۵ رمارچ ۱۹۷۱ء صفحہ ۳)

اسی سلسلہ میں فاضل مدیر تنظیم اہلحدیث نے الزام کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے :-

"ان داعیوں اور قدسی صفات نفوس پر **انگریزوں کا آلۂ کار** ہونے کا الزام لگایا جنہوں نے بے آمیز اور ہمہ گیر اسلام کے قیام کے لئے راہِ حق میں جانیں قربان کیں" (تنظیم اہلحدیث ۵ رمارچ ۱۹۷۱ء)

الفرقان ۔ تاریک دنیا کے فرزندوں نے اسی طرح جھوٹے طور پر سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کو **انگریزوں کا آلۂ کار** کہا۔ مقامِ افسوس ہے کہ اب اہلحدیث گروہ بھی اس جھوٹے اور غیر معقول الزام لگانے والوں میں شامل ہو گیا۔

(۲) "ہمارا ایک بھی تبلیغی کالج نہیں ہے"

پروفیسر سلیم چشتی علماء کو خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

"کیا یہ بات افسوسناک نہیں ہے کہ پاکستان میں رومن کیتھولک عیسائیوں کے تین تبلیغی کالج موجود ہیں۔ ایک کوئٹہ میں، دوسرا لاہور میں، تیسرا کراچی میں، اور پروٹسٹنٹ فرقہ کے دو کالج موجود ہیں۔ ایک گوجرانوالہ میں،

دوسرا نارووال ہیں۔ واضح ہو کہ ان فرقوں کی تعداد پانچ لاکھ سے زیادہ نہیں ہے۔ ان کے مقابلہ میں پاکستان میں سات کروڑ مسلمان آباد ہیں لیکن ہمارا ایک بھی تبلیغی کالج موجود نہیں ہے۔ رومن چرچ نے اپنی تبلیغی درسگاہیں قیام پاکستان کے بعد قائم کی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تقسیم کے بعد ان کی تبلیغی درسگاہیں ہندوستان میں رہ گئیں۔ آپ نے غور کیا یہ قوم کس قدر مستعد، ہوشیار، زمانہ شناس اور حالات سے باخبر ہے۔ رومن کیتھولک درس گاہ کا کورس دس سالہ ہے۔ علوم عصری ۲ سال، فلسفہ ۲ سال، مذہبی تعلیم ۵ سال۔ رومن کیتھولک کلیسا میں کوئی فرق نہیں۔"

(المنبر لائلپور ۹/۱۶ اپریل ۱۹۷۱ء)

الفرقان۔ کیا علماء اس دردمندانہ آواز پر کان دھریں گے؟

(۳) ایک حدیث نبوی اور اس کا ظہور

مدیر تنظیم اہلحدیث لاہور نے "حسن قرارت یا نمائش حسن؟" کے زیر عنوان اعلان کیا ہے کہ:۔

"موجودہ حالت تو کھلی ہوئی لادینیت ہے۔ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْآنِ اِلَّا حَرْفُہٗ۔ عنقریب وقت آئے گا کہ قرآن مجید صرف تلاوت، حسن قرارت کے لئے باقی رہ جائے گا۔"

الفرقان:۔ اسی موقعہ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری خبر بھی ہے کہ اگر قرآن و ایمان ثریا پر بھی جا چکے ہوں گے تو ایک فارسی الاصل انسان اسے وہاں سے لا کر زمین پر قائم کر دے گا۔ کیا ابھی اس نبوی پیشگوئی کے ظہور کو تسلیم کرنے کا وقت نہیں آیا؟

(۴) اب مسلمانوں میں علماء کا فتویٰ چل نہیں سکتا

مدیر چٹان اپنے شذرہ "کتنے کافر بنائے ہیں" میں لکھتے ہیں کہ:۔

"وہ فتویٰ جو سوشلزم کے خلاف دیا گیا اس کے خلاف سوشلسٹوں کا ردِ عمل شدید ہونا چاہیئے تھا لیکن خود علماء کی ایک سیاسی جماعت نے جس طرح اس فتویٰ کی جھاڑ کی اس کے بعد خود مسلمانوں میں لفظِ فتویٰ کی توقیر جاتی رہی ہے اب کوئی سا فتویٰ خود مسلمانوں میں چل نہیں سکتا۔ یہ ایک ایسا حادثہ ہے کہ وہ زمانہ دور نہیں جب ان علماء کو خود احساس ہو گا کہ ہم نے کتنے قلیل فائدہ کے لئے کس کارِ خیر کو آگ لگا دی تھی۔" (چٹان لاہور ۱۰ مئی ۱۹۷۱ء)

الفرقان۔ اُمت پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ علماء کے ظالمانہ فتوے بے اثر ہو کر رہ گئے ہیں +

شیخ اکبر ابن عربیؒ اور نبوّتِ غیر تشریعی

چند نہایت مفید اقتباسات!

مشہور کتب خانہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور کی طرف سے مختلف بزرگوں کے بارے میں کتابچے شائع ہو رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ۱۹۶۹ء میں **ابن عربی** کے عنوان سے ۸۲ صفحات کا ایک مفید کتابچہ شائع ہوا ہے۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی ایک مشہور صوفی اور خدا رسیدہ عارف بزرگ تھے۔ ۱۷ رمضان ۵۶۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور اٹھہتر سال کی عمر پا کر ۲۸ ربیع الآخر ۶۳۸ ہجری کو فوت ہوئے رَفَعَ اللّٰہُ دَرَجَاتِہٖ۔ آمین۔

حضرت شیخ اکبرؒ نے **نبوت غیر تشریعی** کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے اس بارے میں مذکورہ بالا کتابچہ کے **اقتباسات** ملاحظہ فرمائیں:۔

اوّل۔ "ابن عربی کہتے ہیں کہ **امت محمدیہ** میں انبیاء و اولیاء اللہ کے بے حد پسندیدہ بندے ہوتے ہیں نبی یا ولی وہ ہوتا ہے جس کو اللہ امت کی خدمت کے لئے مقرر کر کے اس پر اپنی خاص عنایت فرماتا ہے۔ ایک ولی کامل شریعتِ محمدیہ کے اسرار و رموز کو سمجھتا ہے اور اسے کشفی حالت میں کلامِ الٰہی اور کلامِ رسول کے اسرار کھلتے معلوم ہوتے ہیں۔ اسے ایسا لگتا ہے گویا یہ سب کچھ اس پر از سرِ نو نازل ہو رہا ہے۔ اور پھر وہ ان تاثرات کو خود اپنے نفس کی اصلاح اور عوام الناس کی اصلاح کے لئے استعمال کرتا اور صحیح کو غلط سے الگ کر دیتا ہے۔ ایک ولیٔ کامل کو اللہ تعالیٰ یہ ملکہ بھی عطا کرتا ہے کہ وہ صحیح اور غلط حدیث میں کشفی طور پر تمیز کر لیتا ہے۔" (کتابچہ ابن عربی صفحہ ۴۹)

دوم۔ "شیخ اکبر کے سارے فلسفے کا نچوڑ یہ ہے کہ اس کائنات میں دوئی کوئی شئے نہیں ہے۔ کثرت صرف وحدت کی ایک جہت ہے ورنہ سوا خدا کی ذات کے اس کائنات کا خود کوئی وجود نہیں۔ ہر شے ذاتِ خداوندی کے لئے داخلی ہے نہ کہ خارجی۔ خدا نے لفظ کُنْ خود اپنی ہی ذات سے کہا تھا کسی اور خارجی شئے سے نہیں۔ اس نے سب سے پہلے **نورِ محمدی** کو پیدا کیا پھر اس سے ساری کائنات خلق کی۔ نورِ محمدی سب سے قدیم اور بحیثیت رسول

سب سے آخر مخلوق میں وہ اوّل ترین اور
افضل ترین ہیں۔ وہ اس دنیا کے آخری
تشریعی نبی ہیں لیکن ان کے بعد پھر
امّت میں ایسے نبی ہو سکتے ہیں جو
صرف ان کی لائی ہوئی شریعت کے
احیاء کے لئے کام کریں۔ یہ نبوّت نبوّت
غیر تشریعی کہلاتی ہے۔"
(کتابچہ ابن عربی صـ۶)

سوم:- "ابن عربی نبوّت و رسالت کو محمد رسول اللہ
پر ختم سمجھتے ہیں مگر صرف بحیثیت نبوّت تشریعی
یعنی اب ان کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں
آسکتی مگر ایسا نبی آسکتا ہے جو ان کی
لائی ہوئی شریعت کی تجدید کرے۔ اس
نبی کا اکتساب ذاتی اور بلا واسطہ نہیں
ہوتا بلکہ رسول اللہ کے واسطے سے ہوتا
ہے۔ اسی طرح ولایت ایک جاری و ساری
شے ہے مگر اس میں ایک خاتم ہوتا ہے اور
خاتم الاولیاء وہ خود ہیں یعنی ابن عربی
خود خاتم الاولیاء ہیں۔ اور آئندہ جو
اولیاء ہوں گے وہ ان سے کمتر درجہ کے
لوگ ہوں گے۔" (کتابچہ ابن عربی صـ۴)

چہارم:- "ابن عربی نے نبوّت کو دو اقسام میں تقسیم
کیا تھا۔ نبوّت تشریعی اور نبوّت غیر تشریعی
ان کے خیال میں نبوّت تشریعی محمد رسول اللہ
پر ختم ہو گئی لیکن نبوّت غیر تشریعی جاری
ہے اور جاری رہے گی۔"
(کتابچہ ابن عربی صـ۳۸)

الفرقان۔ یہ چاروں اقتباس ہم نے لفظ بلفظ
فیروز سنز لاہور کے شائع کردہ اُردو **کتابچہ ابن عربی**
مطبوعہ ۱۹۶۹ء سے نقل کئے ہیں۔ ان سے عیاں ہے کہ
حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نبوّتِ تشریعی
منقطع ہو چکی ہے مگر نبوّتِ غیر تشریعی جاری ہے اور جاری
رہے گی وہ منقطع نہیں ہوئی۔ اب یہ نبوّت نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے واسطہ سے امتیوں کو ملتی رہے گی۔ شیخ اکبر
ایسے عظیم روحانی بزرگ اور اپنے وقت کے بہترین مفکر کا
یہ عقیدہ اور مذہب عام مسلمانوں کے لئے بڑی رہنمائی کا
باعث ہے۔

ایک وہم کا ازالہ | کتابچہ ابن عربی کے مصنف نے
اپنے راستہ سے انحراف اختیار کرتے ہوئے صـ۳۸ کے
اقتباس کے آخری الفاظ کہ "**نبوّت غیر تشریعی جاری
ہے اور جاری رہے گی**" کے ساتھ یہ فقرہ اپنی طرف
سے لکھ دیا ہے کہ:-

"مرزا غلام احمد قادیانی اسی نبوّت
کو **ظلّی نبوّت** کہتے ہیں لیکن اس ظلّی
نبوّت کا قرآن و حدیث سے کوئی
جواز نہیں ملتا۔" (صـ۳۸)

ہمارے نزدیک مصنّف کا اس جگہ یہ بات لکھنا درست
نہیں ہے۔ **اوّل** تو یہی بات واضح ہے کہ جب نبوّت
غیر تشریعی کو ہی جسے شیخ اکبر جاری مانتے ہیں ظلّی نبوّت
کہا گیا ہے تو قرآن و حدیث سے جواز کی ذمہ داری

حضرت شیخ اکبر پر پہلے ہے۔ دوم یہ بیان بے محل ہونے کے علاوہ از روئے قرآن و حدیث درست بھی نہیں۔ قرآن مجید کی نصِ صریح وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ٥ (النساء ع) اس پر دال ہے کہ غیر تشریعی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظلیت میں جاری ہے۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے 'آپ کے اُمتی ہوں گے' وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہم مرتبہ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ پہلے سے انعام فرما چکا ہے یعنی نبی، صدیق، شہید اور صالح۔ اور یہ اچھے ساتھی ہوں گے۔

مطلب آیت واضح ہے کہ اس میں اُمتِ محمدیہ کے مراتب و درجات کا بیان ہے اور وہ چار ہیں۔ نبوت، صدیقیت، شہیدیت اور صالحیت۔ یہ سب درجات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے مل سکتے ہیں۔ اسی نبوت کو ظلی نبوت کہتے ہیں۔

حدیث مسلم میں آنے والے مسیح موعود کو چار مرتبہ نبیّ اللّٰه کہا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ لفظ نبیّ اللّٰه، غیر تشریعی نبوت یعنی ظلی نبوت پانے والے پر ہی اطلاق پذیر ہوا ہے۔ ورنہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور اور آپ کی شریعت کے نزول کے بعد کسی کے لئے مستقل مقام نبوت پانے کا راستہ موجود نہیں ہے۔

اسی بناء پر اُمتِ محمدیہ کا اجماع ہے کہ اُمت کا مسیح موعود بہرحال نبی ہے یعنی ظلی نبوت پانے والا۔ پس مصنفِ ابن عربی کا مندرجہ بالا قول بالکل بے محل اور نادرست ہے وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ‌‌‌•

تحریک نصرت جہاں ریزرو فنڈ

تحریکِ نو کو دیکھئے بادِ نسیم ہے
اہلِ رضا کے واسطے موجِ شمیم ہے
اسلام کے چمن کو پیامِ بہار ہے
باطل کو توڑنے کا یہ عزمِ صمیم ہے
دنیا کی محفلوں میں رہیگی یہ جلوہ گر
تشنہ لبوں کے واسطے آبِ نعیم ہے
دنیا کی ظلمتوں کو بنا دیگی روشنی
اسلام کے عروج کی اعلیٰ اسکیم ہے
مومن جہاں میں غلبۂ اسلام ہے قریب!
خدمت کا ہے یہ وقت یہ فرضِ عظیم ہے

(خواجہ عبدالمومن - ربوہ)

سُورَۃ المائدۃ ع ۹

البَیَانُ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ

اے ایماندارو! ان لوگوں کو جنہوں نے تم سے پہلے کے اہل کتاب میں سے تمہارے دین کو ٹھٹھے اور

هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ

مذاق کا محل ٹھہرا رکھا ہے ۔ نیز اس قسم کے دیگر کافروں کو بھی اپنا دوست اور مددگار

الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ وَاِذَا

مت ٹھہراؤ ۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اگر تم مومن ہو ۔ جب

نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ

تم نماز کے لئے آواز بلند کرتے ہو اور تو وہ اسے ٹھٹھے اور کھیل کی بات ٹھہراتے ہیں ۔ یہ

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ○ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ

اسلئے ہے کہ یہ لوگ عقل سے کام نہیں لیتے ۔ اے رسول! تو کہہ دے کہ اے اہل کتاب! کیا

تفسیر ۔ اس رکوع کی دس آیات میں اہل کتاب بالخصوص یہود کے بُرے عقائد اور گندے اعمال کا تذکرہ کیا گیا ہے جس سے ایسی نئی **پاک اُمت** کے قیام کی ضرورت ظاہر ہو رہی ہے جو صحیح عقائد کی حامل اور پاکیزہ اعمال و اخلاق بجا لانے والی ہو۔

پہلی آیت میں مومنوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ ان لوگوں سے دوستی اور مودت کے تعلقات نہ رکھیں جو اُن کے مذہب سے استہزاء کرتے ہیں اور اسے دنیادارانہ کاروبار قرار دیتے ہیں ایسے لوگ اہل کتاب اور یہودی سے ہوں یا دوسرے مشرک و بدمذہب منکرین میں سے ہوں سب کا ایک ہی حکم ہے ۔ بات یہ ہے کہ دین و مذہب مومن کی سب سے بڑی قیمتی متاع ہے اس سے ٹھٹھا و استہزاء کرنیوالے انسان سے دوستی و مودت دینی غیرت کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتی ہے ۔ ایسا شخص پھر آہستہ آہستہ خود بے غیرت اور بے دین بن جاتا ہے لفظ

تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ

تم ہم سے اسلئے بغض و کینہ رکھتے ہو کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور جو کلام باری تعالیٰ ہم پر نازل کیا گیا یا

مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ

ہم سے پہلے نازل کیا گیا ہم اس سب پر ایمان لاتے ہیں؟ حالانکہ آپ لوگوں کی اکثریت بدعمل اور عہد شکن ہے؟ اے رسول! تو کہدے کہ کیا

اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ

میں تمہیں ان کے بارے میں آگاہ کروں جو اللہ کے نزدیک بلحاظ انجام اس سے بھی بدتر ہیں؟ وہ جن پر

لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ

اللہ نے لعنت کی اور ان پر غضبناک ہوا اور اس نے ان میں سے بندر اور سوٴر قرار دیئے۔ نیز

الْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا

ان میں وہ لوگ پیدا کئے جنہوں نے شیطان کی پرستش کی۔ یہ لوگ یقیناً مقام کے لحاظ سے بدتر ہیں

وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا

اور سیدھے راستہ سے بہت بھٹکنے والے ہیں۔ یہ لوگ جب تمہارے پاس آتے ہیں تو منہ سے کہتے ہیں کہ

اولیاء جو لَا تَتَّخِذُوْا کا مفعول ثانی ہے ولی کی جمع ہے جس کے معنے دوست، راز دار اور مددگار رکھے ہوتے ہیں۔ مذہب سے استہزاء کرنے والوں کو دوست اور راز دار بنانا خود انتہائی بے غیرتی ہے اور ان سے کسی قسم کی مدد کی توقع رکھنا پرلے درجہ کی حماقت ہے۔

دوسری آیت میں معاندین کے اس احمقانہ رویہ کا ذکر فرمایا ہے جو وہ اسلامی عبادت اور اس کے لئے بلانے کے طریق کے بارے میں اختیار کئے ہوئے تھے۔ وہ نماز پر تمسخر کرتے ہیں اور اذان کو محل استہزاء بناتے ہیں ان کا یہ رویہ انکی انتہائی بے عقلی کی دلیل ہے۔ اسلامی عبادت ہر پہلو سے جامع عبادات ہے بارگاہ رب العزت میں تذلل اور عاجزی کی انتہاء ہے۔ اس میں پڑھے جانیوالے الفاظ عظمت خداوندی کو رگ و ریشے میں جاری و ساری کرنیوالے ہیں۔ عبادت کے لئے بلانے کا اسلامی طریق یعنی اذان بھی معقول ترین دعوت ہے اس میں توحید و رسالت کا اعلان ہے۔ نماز کی حکمت اور فوائد کا بیان ہے۔ دیگر تمام مذاہب میں بے معنی طریق پر عبادت کے لئے

آمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ط

ہم ایمان لائے حالانکہ وہ کفر کے ساتھ ہی داخل ہوئے تھے اور کافر ہونے کی حالت میں ہی نکل گئے ۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ○ وَتَرٰى كَثِيْرًا

اللہ تعالیٰ ان باتوں کو خوب جاننے والا ہے جنہیں یہ چھپانا چاہتے ہیں ۔ تو ان میں سے بہتوں کو

مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ

دیکھے گا کہ وہ گناہ اور تعدی کے ارتکاب میں اور سود اور حرام مال کے کھانے میں بہت جلدی

السُّحْتَ ط لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ

کرتے ہیں ۔ کیا ہی بُرا کام ہے جو وہ کر رہے ہیں ۔ کاش! ان لوگوں کو ان کے

الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ

ربانی یعنی خدا پرست صوفیاء اور ان کے ظاہری علماء گناہ کی باتیں کرنے اور مال حرام کھانے سے

السُّحْتَ ط لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○ وَقَالَتِ

روکتے ۔ وہ لوگ بھی کیسا بُرا کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں ۔ یہودیوں نے

بلایا جاتا ہے محض آواز ہوتی ہے گھنٹی کی ہو یا گھڑیال کی یا سنکھ ہے ۔ ظاہر ہے کہ بے معنی آواز محض اطلاع ہے اس میں انسانوں کے لئے حق و حکمت کی کوئی بات نہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ اسلام کی جامع ندا پر بھی ٹھٹھا مارتے ہیں وہ سخت معاند اور عقل سے بے بہرہ ہیں ۔

تیسری آیت میں ایک مخلصانہ اپیل ہے کہ اے اہل کتاب! کیا ہم سے تمہیں وجہ پرخاش یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور اسکی سب قدرتوں پر ایمان لاتے ہیں اور تمام آسمانی کتابوں کو مانتے ہیں ظاہر ہے کہ اسے وجہ ناراضگی ٹھہرانا سراسر غلطی ہے یہ تو الٹی خوبی کو برائی قرار دینا ہے ۔ اسلام نے سابقہ کتابوں اور جملہ انبیاءؑ کو منجانب اللہ قرار دیکر مذاہب عالم میں صلح کی بنیاد رکھی ہے اس خوبی کو وجہ پرخاش بنا لینا تو وہی بات ہے سے ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است ❊ گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است

چوتھی اور پانچویں آیت میں موجودہ منکر یہودیوں کو تنبیہ دلائی ہے کہ تمہاری قوم کے بداعمال لوگ سزا پا چکے ہیں ان کا

الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۭ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا

کہا خدا کا ہاتھ بندھا ہوا ہے انکے اپنے ہاتھ بندھے جائیں۔ ان کے اس قول کے

بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ

باعث ان پر لعنت کی گئی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

یقیناً ان یہودیوں میں سے بہتوں کو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے نازل شدہ کلام سرکشی اور کفر میں

طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۭ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ

بڑھانے کا موجب ہوگا۔ ہم نے ان میں باہم تا قیامت دشمنی اور بغض

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا

ڈال دیا ہے۔ یہ لوگ جب کبھی اسلام کے خلاف لڑائی کی بڑی آگ بھڑکائیں گے اللہ تعالیٰ اس

اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ

آگ کو بجھا دیگا۔ تاہم یہ لوگ ملک میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ مفسد لوگوں کو ہرگز

بُرا انجام ہو چکا ہے وہ غضب و لعنت کا مورد بن چکے ہیں۔ ان میں بندروں کی سی نقالی اور سوٗر والی سی بداخلاقی پیدا ہوگئی اور وہ بتوں کے پجاری بن گئے ہیں۔ تم لوگ ان کی نسل ہو انکے جانشین ہو گویا وہی ہو اب بھی اصلاح کرلو تو اللہ تعالیٰ بڑا کریم و غفار ہے۔ فرمایا کہ مگر ان لوگوں کا حال اب بھی یہی ہے کہ تمہارے پاس آ کر منافقت سے دعویٰ ایمان کرتے ہیں مگر اندر سے آتے وقت بھی اور جاتے وقت بھی کافر ہی ہوتے ہیں۔ اس آیت میں یہودیوں کو صرف صفاتی طور پر بندر اور سوٗر قرار دیا ہے ورنہ انکے دعویٰ ایمان کرنے اور صحابہؓ کے پاس آنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا تھا۔

چھٹی آیت میں یہود کی اخلاقی و عملی پستی کا بیان ہے کہ وہ گناہوں پر بیباک ہیں اور زیادتی و تعدی کرنے پر دلیر ہیں اور حرام مال کھانے میں بہت آگے بڑھتے ہوئے ہیں۔

ساتویں آیت میں انکے نام نہاد صوفیاء اور ظاہری علوم کے ماہرین کی بے عملی کا خاص تذکرہ ہے کہ عوام یہود کو گناہ کی باتوں اور حرام مال کھانے سے منع نہیں کرتے [illegible]

الْمُفْسِدِيْنَ ○ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا

پسند نہیں کرتا۔ اگر یہ اہل کتاب ایمان لے آتے

وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ

اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان کی بُرائی بدعادتیں اور بُرائیاں ڈھانپ دیتے اور انہیں دُور کردیتے اور ان لوگوں کو

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ

نعمتوں سے بھر پور جنتوں میں داخل کرتے۔ اگر یہ لوگ تورات، انجیل اور اس عظیم کلام کو جو ان کے

الْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ

رب کی طرف سے اب ان کی طرف نازل ہوا ہے قائم کرتے۔ ان پر عمل پیرا ہوتے تو وہ اپنے

فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ

اوپر سے بھی کھاتے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے بھی۔ بلاشبہ ان میں سے ایک گروہ میانہ روی اختیار

ع ۹/۱۰ ۱۳ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ○

کرنے والا ہے لیکن ان میں سے بڑی کثرت نہایت بُرے کام کر رہی ہے۔

آٹھویں آیت میں یہود کے اس جھوٹے خیال کا بیان ہے کہ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ کہ اب خدا کسی قوم پر اپنی رحمت نازل نہیں کرسکتا اور کسی کو اپنے کلام سے نواز نہیں سکتا۔ فرمایا کہ اس غلط عقیدہ کے باعث یہود نبیوں کا انکار کرکے ملعون بن گئے ہیں غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ جملہ معترضہ ہے مفہوم یہ ہے کہ یہود فیضانِ الٰہی سے محروم ہیں اور دوسرے لوگوں سے اچھا سلوک کرنے سے بے توفیق ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں سے اس کے فیض و کرم کے ہاتھ مراد ہیں۔ وہ دینی برکات بھی نازل کررہا ہے اور دنیوی فضلوں سے بھی اپنے بندوں کو نوازتا ہے۔ آج بھی کچھ علماء اس عقیدہ کی تبلیغ کرتے ہیں کہ اب اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کا فیض جاری نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دنیوی نعمتیں دینے والا ہاتھ تو کھلا ہے مگر روحانی انعامات بقبولیت دعا، رؤیا، کشف، مکالمہ الٰہیہ اور وحی والہام ایسے انعامات والا ہاتھ بند ہے۔ یہ عقیدہ آیت بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ کے صریح خلاف ہے۔

نعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(نتیجۂ فکر محترم جناب صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سلمہٗ ربہٗ)

(۱)

حضرت سید ولدِ آدم ۔ صلی اللہ علیہ وسلم
سب نبیوں میں افضل واکرم ۔ صلی اللہ علیہ وسلم
نامِ محمد ۔ کام مکرم ۔ صلی اللہ علیہ وسلم
ہادیٔ کامل رہبرِ اعظم ۔ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کے جلوۂ حسن کے آگے ۔ شرم سے نوروں والے بھاگے
مٹ گئے مہر و ماہ و انجم ۔ صلی اللہ علیہ وسلم
اک جلوے میں آناً فاناً ۔ بھر دیا عالم، کر دیئے روشن
اُتر دکھن ۔ پورب پچھم ۔ صلی اللہ علیہ وسلم
اول و آخر، شارع، خاتم
صلی اللہ علیہ وسلم

(۲)

ختم ہوئے جب کُل نبیوں کے دورِ نبوت کے افسانے
سُوکھ گئے عرفان کے چشمے فیض کے پھوٹ گئے پیمانے
تب آئے وہ ساقیٔ کوثر مستِ مئے عرفان پیمبر
پیرِ مغانِ بادۂ اطہر ۔ خُم پر خُم یہ خُم لنڈھانے

گھِر آئیں گھنگھور گھٹائیں۔ جھوم اُٹھیں مخمور ہوائیں
جُھک گیا ابرِ رحمتِ باری۔ آبِ حیاتِ نَو برسانے
رِم جھم رِم جھم۔ برسی بستی۔ صحرا صحرا، بستی بستی
کوہ و کاہ، بلندی پستی۔ اک اک ظرف بھرا بھرا دکھانے

بہہ نکلا عرفان کا قلزم
صلّی اللہ علیہ وسلّم

(۳)

چارہ گروں کے غم کا چارا۔ دُکھیوں کا امدادی آیا
راہ نما بے راہ رووں کا۔ راہبروں کا ہادی آیا
وہ "مصحف لاریب" سکھانے۔ متقیوں کو راہ دکھانے
جس کی خبر دی تھی موسیٰؑ نے۔ وہ سردارِ منادی آیا
وہ جس کی رحمت کے سائے۔ اِس اور اُس دُنیا پہ چھائے
جس کے گیت زبور نے گائے۔ سینا سے وہ ہادی آیا
صدیوں کے مُردوں کا مُحْیِیْ۔ صَلِّ عَلَیْہِ کَیْفَ یُحْیِیْ
پا بہ سلاسل مظلوموں کو۔ دلوانے آزادی آیا

شرفِ انسانی کا قیّم
صلی اللہ علیہ وسلّم

(۴)

حاملِ فرقاں، عالم و عامل۔ علم و عمل دونوں میں کامل
میٹھے بول، انفاس مطہر۔ نیک خصال و پاک شمائل

جس کی اک اک جنبشِ لب سے۔ سوتِ رحمت کے سوتے پھوٹے
جس کی ایک نگاہِ کرم سے۔ ہو گئے لاکھوں کے دُکھ زائل
بن گئے اسکے فیضِ نگاہ سے۔ وحشی ؔعلم سکھلانے والے
مغلظی بن گئے شہرۂ عالم۔ اس عالی دربار کے سائل
نبیوں کا سرتاج۔ ابنائے آدم کا معراج محمدؐ
ایک ہی جست میں طے کر ڈالے وصلِ الٰہ کے ہفت مراحل
پیچھے رہ گئی خلقِ دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم

(۵)

حُسن کا ایسا افسوں پھونکا۔ موہ لیا دل اپنے عدو کا
کب دیکھا تھا اہلِ جہاں نے کوئی خوباں اس خُو بُو کا
ہر نفرت کو پیار میں، ہر حق تلفی کو ایثار میں بدلا
عاشقِ جاں نثار میں بدلا۔ پیاسا تھا جو خوار لہو کا
گاہ یہ جذبِ جمال دکھایا۔ گاہ کمالِ جلال دکھایا
بُت کدہ ہائے لات و منات پہ طاری کر دیا عالم ہُو کا
نُور نے رُخِ ظلمت کا پھیرا۔ ہو گیا چاروں اور سویرا
جاء الحق وزھق الباطل۔ اِنّ الباطل کان زھوقا
جسم منوّر نُور مجسم
صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم

ایک تحقیقی مقالہ

بیعتِ اُولیٰ کی تاریخ جدید تحقیق کی روشنی میں

(از محترم مولوی دوست محمد صاحب شاھد)

سلسلہ احمدیہ میں بیعتِ اولیٰ کی تاریخی اہمیت

سلسلہ احمدیہ میں لدھیانہ کی بیعتِ اولیٰ کو جو تاریخی اہمیت حاصل ہے وہ کسی احمدی سے قطعاً پوشیدہ نہیں۔ اور یہ مسلّمہ امر ہے کہ یہ اہم واقعہ (جس نے آئندہ چل کر مذہبی دنیا پر ایک ہمہ گیر اور انقلاب انگیز اثر ڈالا) مارچ ۱۸۸۹ء میں پیش آیا جبکہ حاجی الحرمین الشریفین حضرت حکیم الامت مولانا حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ نے حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر سب سے پہلے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ علاوہ ازیں اس پر بھی اتفاق رائے ہے کہ اس آسمانی اور بابرکت تقریب کے پہلے روز چالیس قدوسیوں کا پاک نہاد، صاف باطن اور خوش نصیب قافلہ بیعتِ امام الزمان کرکے داخلِ سلسلہ ہوا تھا۔ مگر اس بیعتِ اولیٰ کا آغاز شمسی و قمری اعتبار سے کس معین تاریخ کو ہوا؟؟ یہ مسئلہ جماعت احمدیہ کے علمی حلقوں میں ابھی تک زیرِ تحقیق چلا آ رہا ہے اور ایک معرکۃ الآراء موضوع بنا ہوا ہے۔

بنیادی تحقیق کے لئے روشنی کے مینار

میرے نزدیک اِس خالص علمی مسئلہ میں تحقیق و تفحص کے ذریعہ سے کسی نتیجہ خیز اور صحیح منزل کو پانے کو پانے کے لئے مندرجہ ذیل حقائق بہترین مشعلِ راہ اور روشنی کے مینار ہیں۔

اوّل - حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک طرف اپنے اشتہار ۴؍ مارچ ۱۸۸۹ء میں بیعت پر مستعد اصحاب کے لئے یہ اعلانِ عام فرمایا کہ :-

"تاریخ ہذا سے جو ۴ مارچ ۱۸۸۹ء ہے ۲۵ مارچ تک یہ عاجز لودیانہ محلہ جدید میں مقیم ہے اس عرصہ میں اگر کوئی صاحب آنا چاہیں تو لودیانہ میں ۲۰ تاریخ کے بعد آجاویں۔"

(تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۱۵۱ حاشیہ مرتبہ حضرت میر قاسم علی صاحبؓ)

دوسری طرف حضور انورؑ نے حکیم الامت حضرت مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصی ہدایت فرمائی کہ:۔

"بجائے بیس کے بائیس کو آپ تشریف لاویں ...... یہ عاجز ارادہ رکھتا ہے کہ ۱۵ مارچ ۱۸۸۹ء کو دو تین روز کے لئے ہوشیارپور جاوے اور ۱۹ مارچ یا ۲۰ مارچ کو بہرحال واپس آجاؤں گا۔" (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۶۴ مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی مدیر الحکم)

اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کا منشاء مبارک **بائیس مارچ** کے بعد سلسلہ بیعت کے آغاز کا تھا ورنہ حضور علیہ السلام حضرت مولوی صاحبؓ کو جو اُن دنوں جموں میں قیام فرما تھے جموں سے بائیس مارچ کو پہنچنے کا حکم نہ دیتے بلکہ **بائیس مارچ** سے پہلے وارد لدھیانہ ہونے کی تاکید فرماتے خصوصاً اسلئے بھی کہ حضرت مولوی صاحبؓ نے ایک عرصہ سے حضورؑ کی خدمت میں عرض کر رکھا تھا کہ جب حضور کو جناب الٰہی سے بیعت کا اذن ہو تو سب سے پہلے بیعت آپ کی لی جائے اور حضورؑ اس درخواست کو از راہِ شفقت قبول فرما چکے تھے۔

دوم - حضرت مولانا عبد اللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ سیدنا المسیح الموعود علیہ السلام کے نہایت جلیل القدر اور مشہور صحابی، سُرخ چھینٹوں کے کشفی نشان کے حامل، براہین احمدیہ کی طباعت میں مخلص معاون اور سفر ہوشیارپور ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خصوصی خادم تھے۔ حضورؑ نے اپنے قلم مبارک سے ازالہ اوہام میں ان کے لئے بہت تعریفی کلمات لکھے ہیں۔ حضورؑ نے تحریر فرمایا ہے "یہ جوان صالح اپنی فطرتی مناسبت کی وجہ سے میری طرف کھینچا گیا ہے۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ان وفادار دوستوں میں سے ہے جن پر کوئی ابتلا رجنبش نہیں لا سکتا وہ متفرق وقتوں میں دو دو تین تین ماہ تک بلکہ زیادہ بھی میری صحبت میں رہا ...... یہ نوجوان درحقیقت اللہ اور رسولؐ کی محبت میں ایک خاص جوش رکھتا ہے۔ الغرض میاں عبد اللہ نہایت عمدہ آدمی اور میرے **منتخب محبوں** میں سے ہے۔" (ازالہ اوہام طبع اوّل صفحہ ۷۹۶)

حضرت مولوی عبد اللہ صاحب سنوریؓ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ نے بیعتِ اولیٰ میں چوتھے نمبر پر بیعت کی اور جیسا کہ آپؓ فرمایا کرتے تھے جہاں دوسرے مبائعین کو حضورؑ کے حکم سے شیخ حامد علی صاحبؓ نے کمرۂ بیعت میں جانے کی آواز دی وہاں حضور انورؑ نے خود آپ کو نام لیکر بلایا تھا (الفضل ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

اِس شان کے خدا نما بزرگ اور مسیح محمدی کے منتخب محب کا واضح اور قطعی بیان یہ ہے کہ:-

"پہلے دن جب آپ نے بیعت لی تو وہ تاریخ ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء تھی" (سیرت المہدی حصہ اوّل طبع دوم ص۷۷ مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب طبع اوّل ۱۰ دسمبر ۱۹۲۳ء - طبع ثانی ۱۴ نومبر ۱۹۳۵ء)

سوم- حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب (عرفانی) کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں - آپ کا مقام سلسلہ احمدیہ کے پہلے صحافی اور پہلے مؤرخ کے لحاظ سے نہایت بلند ہے - حضرت عرفانی رضی اللہ عنہ گو پہلے دن بیعت سے مشرف نہیں ہوئے تھے مگر وہ اُن ایام میں لدھیانہ ہی تھے اور انہیں دنوں داخل بیعت ہو گئے تھے - حضرت شیخ صاحب موصوف بھی حضرت مولانا عبد اللہ سنوری کی تائید میں یہ نظریہ رکھتے تھے کہ بیعت کا اصل دن ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء ہی ہے - (حیات احمد جلد سوم ص۲۵)

چہارم- حضرت سیدنا محمود المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی قطعی رائے تھی کہ بیعت اولی ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو ہوئی تھی بلکہ حضور نے صرف اسی بنا پر ۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء کا دن جلسہ مصلح موعود لدھیانہ کے لئے مقرر فرمایا اور پھر اس میں بنفسِ نفیس شرکت کی اور اپنے رُوح پرور خطاب کی ابتداء ہی اِن مبارک کلمات سے فرمائی کہ:-

"اِس شہر لدھیانہ میں ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ..... نے بیعت لی تھی" (الفضل ۱۸ فروری ۱۹۵۹ء)

پنجم- حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا مسلک بھی اسی کے مطابق تھا - چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ کے مقام پر سب سے پہلی بیعت ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لی تھی اور جماعت احمدیہ کا قیام معرضِ وجود میں آیا تھا" (الفضل ۱۸ مارچ ۱۹۵۹ء ص۳)

ششم - دار البیعت لدھیانہ میں ۱۹۱۶ء سے ۱۹۴۷ء تک جو کتبہ بطور یادگار نصب رہا اُس پر بھی ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء ہی کی تاریخ ثبت تھی - (ریویو آف ریلیجنز اُردو جون جولائی ۱۹۴۲ء صفحہ ۲۶ تا ۲۹)

ہفتم سیدنا حضرت مصلح موعود کے زمانہ خلافت کے آخری دَور میں "یوم مسیح موعود" کی

بنیاد پڑی اور ساتھ ہی حضور پُرنور کی اجازت و استصواب کے بعد مرکز احمدیت سے مسلسل اعلان کیا گیا کہ بیعت اولی کی تاریخ ۲۳ رمارچ ۱۸۸۹ء ہے۔ (الفضل ۱۴ رامان/مارچ ۱۳۲۷ ہش ۱۹۵۸ء صلہ)

ھشتم۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے (سلسلہ احمدیہ کے نامور مؤلف و محقق) کی قطعی رائے بھی اسی تاریخ کے حق میں تھی۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب "لائف آف احمدؑ" میں تحریر فرماتے ہیں:-

"THE FORMAL INITIATION BEGAN ON MARCH 23RD, 1889 (20 RAJAB, 1306. A.H)

(صفحہ ۱۵۴ مطبوعہ ۱۹۴۹ء مطابق ۱۳۲۸ ہش)

نہم۔ خالد احمدیت مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے یوم جمہوریہ پاکستان کے موقعہ پر ۲۳ رمارچ ۱۹۵۷ء کو ایک مضمون سپرد قلم کیا جس میں نہ صرف محولہ بالا تاریخ بیعت کی مکمل تائید کی بلکہ یہ نہایت ایمان افروز اور لطیف نکتہ بھی بیان فرمایا کہ:-

"ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم کے بغیر کوئی پتہ بھی ہل نہیں سکتا۔ پس اس لحاظ سے کوئی واقعہ اتفاقی نہیں ہے بلکہ ہر کام، ہر حادثہ اور ہر سانحہ اللہ تعالیٰ کے علم اور عظیم حکمت کے ماتحت وقوع پذیر ہوتا ہے۔ الٰہی تصرفات میں سے یہ عجیب تصرف ہے کہ ۲۳ رمارچ کو ہی اس زمانہ کے مامور نے روحانی جماعت کا عملی طور پر سنگ بنیاد رکھا اور اسی تاریخ کو مادی دنیا میں ارض مقدسہ (پاکستان) بننے پر اس کے جمہوریہ اسلامیہ قرار پانے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ بہرحال جماعت احمدیہ کے لئے ۲۳ رمارچ کی تاریخ نہایت ہی اہم اور خوشی کی تاریخ ہے۔" (الفضل ۲۸ رمارچ ۱۹۵۷ء صہ کالم ۴)

سیدنا المصلح الموعودؓ کی ہدایت خاص، حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوریؓ کے چشمدید بیان، حضرت عرفانیؓ کے تائیدی نظریہ، حضرت مصلح موعودؓ کے واضح فرمان، حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد اور مولانا ابوالعطاء صاحب کی حتمی رائے، دارالبیعت کے یادگاری کتبہ اور جماعت احمدیہ کے اجماعی مسلک سے سوائے اس کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا کہ ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۳ رمارچ ۱۸۸۹ء ہی کو جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا تھا۔

ؔلہ خدا کی قادرانہ تجلیات کا یہ بھی عجیب نظارہ ہے کہ قرارداد پاکستان ۲۳ رمارچ ۱۹۴۰ء ہی کو پاس کی گئی تھی۔ (فتبارک اللہ احسن الخالقین)

تصویر کا دوسرا رُخ

اب تصویر کا دوسرا رُخ ملاحظہ ہو یعنی ان محرکات و عوامل کا تجزیہ کیجیے جو اس صاف اور دوٹوک نتیجہ پر اثر انداز ہو سکتے ہیں اور ہوتے ہیں۔ اس تعلق میں بنیادی طور پر صرف دو امور پیش کئے جا سکتے ہیں۔

۱۔ قدیم رجسٹر بیعت میں مندرج تاریخ۔

۲۔ حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ قمری و شمسی تاریخوں میں عدم موافقت۔

اوّل الذکر سے بظاہر اس خیال کو بہت تقویت حاصل ہوتی ہے کہ سلسلہ بیعت دراصل ۲۱ مارچ ۱۸۸۹ء سے جاری ہو چکا تھا اور قادیان، کانگڑہ، غوث گڑھ، جموں، مالیر کوٹلہ، شاہ پور، کرڈیانہ، جھنیٹ اور لدھیانہ وغیرہ کے چھیالیس بزرگ بیعت ہو چکے تھے۔

ثانی الذکر امر یہ بھاری شبہ ڈالتا ہے کہ بیعت اولیٰ کی ابتداء ۲۱ یا ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کی بجائے ۲۲ مارچ کو ہوئی تھی کیونکہ مشہور مصری فاضل محمد مختار باشا کی تقویم "التوفیقات الالہامیة" سے ثابت ہوتا ہے کہ ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ کو ۲۲ مارچ ۱۸۸۹ء کا دن تھا[1]۔

قدیم رجسٹر بیعت پر ایک طائرانہ نظر

قدیم رجسٹر بیعت جو تاریخ احمدیت کی ایک مقدس دستاویز اور بیعت اولیٰ کے دَور کی نہایت بیش قیمت یادگار ہے آج تک خلافت لائبریری ربوہ میں محفوظ ہے۔ یہ رجسٹر حضرت اقدس مسیح موعود کے حکم سے تیار کیا گیا تھا اور اس کا نام "بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ و طہارت" تجویز فرمایا گیا۔ اس رجسٹر کی تحریر مختلف ہاتھوں میں رہی۔ بعض نام حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے قلم سے لکھے بعض حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ اور دوسرے بزرگوں نے۔ اس رجسٹر کا پہلا ورق چونکہ ضائع ہو چکا ہے اسلئے اس کے ابتدائی ناموں کا پتہ نہیں چلتا۔ اپریل ۱۹۳۹ء میں قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے پہلی بار اس کے ابتدائی ۶۲ اندراجات اپنی کتاب سیرۃ المہدی حصہ سوم میں شائع فرمائے تو اس کے پہلے آٹھ نام بعض زبانی اور مستند روایات سے قیاساً درج کر کے اس کے پہلے نمبر پر ۱۹ رجب ۱۳۰۶ھ اور ۲۱ مارچ ۱۸۸۹ء

[1] جماعت احمدیہ میں اس پہلو کی طرف غالب رجحان مارچ ۱۹۶۲ء کے آخر میں پیدا ہوا جبکہ سیدی قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے مجلس مشاورت میں ارشاد فرمایا "مزید تحقیق کے نتیجہ میں یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ دراصل بیعت اولیٰ ۲۳ مارچ کو نہیں بلکہ ۲۲ مارچ کو ہوئی تھی اور چاند کے حساب سے وہ ۲۰ رجب کا دن تھا" (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۳۶۲ھ/۱۹۶۲ء صفحہ ۱۱)

کی تاریخوں کا اسلئے اضافہ فرمادیا کہ رجسٹر میں سینتالیسویں نمبر پر پہلی تاریخ جو بطور یادداشت درج تھی وہ ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ اور ۲۲ رمارچ ۱۸۸۹ء تھی۔

سیرت المہدی حصہ سوم کی اس فہرست سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ ۱۹ ررجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۱ رمارچ ۱۸۸۹ء ہی کو یوم البیعت تسلیم کیا جانا چاہیئے جیسا کہ حال ہی میں بیرونِ پاکستان کے ایک فاضل دوست نے راقم الحروف کے نام اپنے ایک تازہ مکتوب میں لکھا ہے اور زور دیا ہے کہ رجسٹر کی اندرونی شہادت کو کیوں قبول نہیں کیا جاتا؟

بلاشبہ یہ قدیم رجسٹر بیعت ایک مستند، وقیع، قابلِ استناد اور ثقہ شہادت سابقون الاوّلون کے اسماء مبارکہ کی ہے اور کوئی احمدی محقق خواہ وہ کتنی عظیم علمی شخصیت کا حامل ہو اور تاریخ نویسی اور وقائع نگاری میں سندِ عام کا درجہ حاصل کرے اس سے بے نیاز ہونے کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا۔ بایں ہمہ قابلِ غور و فکر پہلو یہ ہے کہ یہ شہادت کس نوعیت کی ہے؟ اگر یہ شہادت اس بات کی ہے کہ سلسلہ احمدیہ سے وابستہ ہونے والے قدیم ترین فدائیوں کے نام اور کوائف کیا تھے تو یہ سَو فیصدی درست ہے اور اگر شہادت سے مراد یہ ہے کہ اس سے بیعت کرنے والوں کی ٹھیک ٹھیک عملی ترتیب اور صحیح صحیح تاریخ کی نشاندہی ہوتی ہے تو قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہما جیسے اکابر محققینِ احمدیت کی رائے میں بھی اس کا جواب یکسر نفی میں ہے حتّٰی کہ سرے سے اس بات کا بھی کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ اس میں مندرج تواریخ ہجری و شمسی عین بیعت کے وقت لکھی گئی تھیں۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سیرۃ المہدی حصہ سوم میں فرماتے ہیں :-

> "بیعت کنندگان کے رجسٹر سے جو مجھے مکرم میر محمد اسحاق صاحبؓ کے ذریعہ دستیاب ہوا ہے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ آیا بیعت کے وقت ہی اس رجسٹر میں فوراً اندراج کر لیا جاتا تھا یا کہ بیعت کے بعد چند اسماء اکٹھے درج کر سے لئے جاتے تھے۔ موخر الذکر صورت میں اس بات کا امکان ہے کہ بوقت اندراج اصل ترتیب سے کسی قدر اختلاف ہو جاتا ہو۔ بلکہ بعض اندراجات سے شبہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات ایسا ہو جاتا تھا کیونکہ بعض صورتوں میں زبانی روایات اور اندراج میں کافی اختلاف ہے۔" (صلا)

"کافی اختلاف" کی بعض نہایت واضح مثالیں

حضرت قمر الانبیاء رضی اللہ عنہ (نوّر اللہ مرقدہ) نے مندرجہ بالا تحریر میں جس "کافی اختلاف" کی طرف

نہایت اجمالی مگر بلیغ رنگ میں اشارہ فرمایا ہے اس کی بعض نہایت واضح مثالیں بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا، حضرت سیدنا المصلح الموعودؓ، حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اور دوسرے اکابر سلسلہ اس رائے پر متفق ہیں کہ پہلے دن چالیس بزرگوں نے بیعت کی تھی۔ (سیرت المہدی حصہ اوّل صـ۱۸؛ سیرت مسیح موعودؑ از حضرت مصلح موعودؓ، سلسلہ احمدیہ صـ۲۹ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔ ذکر حبیب صـ۹ مؤلفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بھیروی)۔ اس مسلّمہ حقیقت کے باوجود رجسٹر بیعت کے ابتدائی اوراق میں چالیس کی بجائے چھیالیس کے نام لکھے ہیں۔

۲۔ رجسٹر بیعت میں تینتالیسویں نمبر ۴۳ پر حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی و نام نامی درج ہے حالانکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے بھی (بروایت حضرت مولانا عبداللہ صاحب سنوریؓ) لکھا ہے کہ "بیعت اولیٰ کے دن مولوی عبدالکریم صاحب بھی وہیں موجود تھے مگر بیعت نہیں کی۔" (سیرت المہدی حصہ اوّل طبع دوم صـ۲۰)

۳۔ دنیائے احمدیت کے نہایت ممتاز، مخلص اور فدائی بزرگ اور حضرت مسیح موعودؑ کے عاشق صادق حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی سوانح اور روایات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام نے بیعت کے لئے اشتہار دیا تو اگرچہ حضرت منشی روڑا خان صاحبؓ اشتہار بیعت ملتے ہی لدھیانہ روانہ ہو گئے تھے اور حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ اور حضرت میاں محمد خان صاحبؓ کپورتھلوی دوسرے دن چل کر تیسرے دن صبح لدھیانہ پہنچے مگر کپورتھلہ کی ان تینوں بلند پایہ شخصیتوں نے بیعت اولیٰ کے پہلے روز ہی بیعت کر لی تھی۔ پہلے حضرت منشی روڑا خان صاحبؓ بیعت ہوئے۔ پھر حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ اور بعد ازاں حضرت محمد خان صاحبؓ۔ (اصحاب احمد جلد چہارم طبع اوّل صـ۹۱) مگر اس واقعہ کے برعکس رجسٹر بیعت میں ۲۰؍ مارچ کی تاریخ کے تحت ہمیں صرف حضرت منشی روڑا خان صاحب کا نام ملتا ہے اور بقیہ دو عشاقِ مسیح موعودؑ کے مبارک اسماء ۲۳؍ مارچ میں درج کئے گئے ہیں۔

ایک اہم سوال اور اس کا جواب

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان عالی مقام مجسّم اخلاص اور سرتاپا فدائیت وجودوں اور شمعِ مسیح کے زندہ جاوید اور بے مثال پروانوں کی واقعاتی شہادتوں اور رجسٹر بیعت کے اس حیرت انگیز اور بالکل کھلے تفاوت و اختلاف کی آخر وجہ کیا ہے؟ اور کیا ان میں مطابقت کی کوئی صورت ممکن ہے؟

یہ ناچیز جواباً عرض کرتا ہے کہ اگر گہری تحقیق سے کام لیا جائے تو یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ رجسٹر بیعت کے اندراجات کی اصل اور بنیادی ترتیب بیعتِ اولیٰ کے مبائعین کی عملی بیعت کے اعتبار سے نہیں بلکہ قبل از وقت بیعت کی اطلاع دینے والوں یا بیعت کی خاطر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں لدھیانہ پہنچ جانے والوں کے اعتبار سے ہے۔ یہ محض قیاسی یا اجتہادی امر نہیں بلکہ اس کا سراغ براہِ راست سیدنا المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اشتہار سے بخوبی ملتا ہے جو حضور نے بیعتِ اولیٰ سے قبل شائع فرمایا اور جس میں رجسٹر بیعت کی غرض و غایت پر بھی روشنی ڈالی گئی تھی۔

چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام نے اشتہار ۴؍مارچ ۱۸۸۹ء میں بیعت کے لئے مستعد اصحاب کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا :۔

"اے اخوانِ مومنین (ایّدکم اللہ بروحٍ منہ) آپ سب صاحبوں پر جو اس عاجز سے خالصاً بطلب اللہ بیعت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں واضح ہو کہ بالقادر ربّ کریمؐ جلیل (جس کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کو انواع و اقسام کے اختلافات اور غل اور حقد اور نزاع اور فساد اور کینہ اور بغض سے جس نے ان کو بے برکت و نکمّا کر دیا ہے نجات دیکر فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَانًا کا مصداق بنادے) مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض فوائد و منافع بیعت کہ جو آپ لوگوں کے لئے مقدر ہیں اس انتظام پر موقوف ہیں کہ آپ سب صاحبوں کے اسماء مبارکہ ایک کتاب میں بقید ولدیت و سکونت مستقل و عارضی اور کسی قدر کیفیت کے (اگر ممکن ہو) اندراج پاویں اور پھر جب وہ اسماء مندرجہ کسی تعدادِ موزوں تک پہنچ جائیں تو ان سب ناموں کی ایک فہرست تیار کر کے اور چھپوا کر ایک ایک کاپی اس کی تمام بیعت کرنے والوں کی خدمت میں بھیجی جائے اور پھر جب دوسرے[1] وقت میں نئی بیعت کرنے والوں کا ایک معتدبہ گروہ ہو جائے تو ایسا ہی ان کے اسماء کی بھی فہرست تیار کر کے تمام مبائعین یعنے داخلین بیعت میں شائع کی جائے اور ایسا ہی ہوتا رہے۔ جب تک ارادۂ الٰہی اپنے اندازۂ مقدرہ تک پہنچ جائے۔۔۔ مگر چونکہ یہ کارروائی بجز اس کے باسانی و صحت انجام پذیر نہیں ہو سکتی کہ خود مبائعین اپنے ہاتھ سے خوشخط قلم سے لکھ کر اپنا تمام پتہ و نشان بتفصیل مندرجہ بالا بھیج دیں اس لئے ہر صاحب کو جو صدق دل اور خلوص تام سے

---

[1] نقل مطابق اصل (ناقل)

بیعت کرنے کے لئے مستعد ہیں تکلیف دی جاتی ہے کہ وہ بتحریر خاص اپنے پورے
پورے نام وولدیت وسکونت مستقل وعارضی وغیرہ سے اطلاع بخشیں
یا اپنے حاضر ہونے کے وقت یہ تمام امور درج کرادیں۔"
(تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۱۵۲)

حضور انور کے مقولہ بالا الفاظ سے ایک گمشدہ کڑی پر اطلاع ملتی ہے اور یہ صداقت نمایاں ہو کر ابھر آتی ہے کہ رجسٹر بیعت میں ناموں کا اندراج بیعت اولیٰ کے انعقاد سے بھی قبل شروع کیا جا چکا تھا لہذا یہ سمجھنا کہ اس رجسٹر میں عین بیعت اولیٰ کے وقت یا اس کے دوران یا معاً بعد اندراج ہوا یا اس میں درج شدہ تاریخ لازماً بیعت کی تاریخ ہوگی (جہاں تک بیعت اولیٰ کے پہلے دن کا تعلق ہے) یقیناً صحیح نہیں ہو سکتا ہاں استثنائی طور پر یہ ضرور ممکن ہے کہ کسی بزرگ کی لدھیانہ پہنچنے، بیعت سے مشرف ہوتے اور رجسٹر میں اس کے اندراج کی تاریخ ایک ہی ہو مگر یہ ایک اتفاقی چیز ہے جس کو بہرکیف کلیہ کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔

سربستہ راز کا انکشاف

اس وضاحت سے یہ عقدۂ لاینحل اور سربستہ راز بھی خود بخود منکشف ہو جاتا ہے کہ رجسٹر بیعت میں

- پہلے دن کی تاریخ میں بیعت کرنیوالے چالیس بزرگوں کی بجائے چھیالیس بزرگوں کا کیوں ذکر ہے ؟
- اور جب حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی نے پہلے دن بیعت ہی نہیں کی تو پہلی تاریخ میں ان کا نام کیسے درج ہو گیا ؟
- اسی طرح جب کپورتھلہ کے تینوں بزرگوں نے پہلے ہی دن بیعت کا اکٹھا شرف حاصل کیا تھا تو انکے نام مبارک ۲۱ اور ۲۳ مارچ کی دو الگ الگ تاریخوں میں کیوں لکھے گئے ؟

یہ اور اس نوعیت کی سب الجھنیں، دشواریاں اور پیچیدگیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا وضاحتی اشتہار کی برکت سے بیک جنبش قلم ختم ہو جاتی ہیں اور گویا دن چڑھ جاتا ہے اور اب ہم اس کی بدولت یقین کی فولادی چٹان پر کھڑے ہو کر بلا تامل بتا سکتے ہیں کہ رجسٹر بیعت کے ابتدائی اوراق تو محض یہ راہ نمائی کرتے ہیں کہ کون کون سے بزرگوں نے بیعت پر آمادگی کی اطلاع دی یا بیعت کی خاطر بیعت اولیٰ کے انعقاد سے قبل لدھیانہ تشریف لے آئے۔ یہی اور صرف یہی وجہ ہے کہ ۲۲ مارچ سے قبل حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سمیت لدھیانہ آنے والے چھیالیس بزرگوں کے نام مبارک ریکارڈ کئے گئے۔ بعینہٖ اسی حکمت سے حضرت منشی روڑا خان صاحبؓ کا نام اُن کے ورودِ لدھیانہ کے بعد ۲۱ مارچ کو اور حضرت منشی

ظفر احمد صاحبؓ اور حضرت محمد خان صاحبؓ کے اسماء مبارکہ کا نام ۲۳ مارچ کو درج رجسٹر کیا گیا۔

اس وضاحت سے ضمناً یہ بھی ثبوت ملتا ہے کہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیان کے مطابق چونکہ لدھیانہ پہنچتے ہی بیعت اولیٰ کے پہلے روز دوسرے مخلصین کپورتھلہ کے ساتھ بیعت کی تھی اس لئے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کی جو تاریخ اُن کے نام کے ساتھ مندرج ہے حتمی طور پر وہی تاریخ بیعت اولیٰ کے آغاز کی ہے۔

المختصر ۱۱ رجسٹر بیعت کے ابتدائی اوراق کی فہرست ہرگز ہرگز مبائعین کی واقعاتی ترتیب و تاریخ کے مطابق تیار اور مرتب نہیں ہوئی لہذا ۱۹ رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۸۸۹ء کو بیعت اولیٰ کا دن قرار دینے کا کوئی جواز نہیں۔

قمری اور شمسی تاریخوں میں مطابقت کا پیچیدہ مسئلہ اور اس کا آسان حل

اب تحقیق طلب صرف یہ دوسرا امر رہ جاتا ہے کہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ نے بیعت اولیٰ کی قمری تاریخ ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ اور شمسی تاریخ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء معین کی ہے حالانکہ "التوفیقات الالھامیۃ" کی رُو سے ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ کو ۲۲ مارچ ۱۸۸۹ء کا دن بنتا ہے۔ اس صورت میں آیا قمری تاریخ کو درست سمجھا جائے یا شمسی تاریخ پر اعتماد کیا جائے ؟؟

اس ضمن میں یہ عاجز محض خدا کے فضل و کرم سے علیٰ وجہ البصیرت اس رائے پر قائم ہے کہ حضرت مولانا سنوری رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں بیان فرمودہ تاریخیں ہی صحیح ہیں اور اگر کوئی "سہو" یا "غلطی" ہے تو وہ مصری تقویم "التوفیقات الالھامیۃ" کی ہے جس میں ۱۳۰۶ھ کے جمادی الثانی کو انتیس دن کا شمار کر کے یکم رجب ۱۳۰۶ھ کو ۳ مارچ ۱۸۸۹ء سے شروع کیا گیا ہے جو واقعہ کے خلاف ہے۔ حق یہ ہے کہ اس سال جمادی الثانی انتیس (۲۹) کی بجائے تیس (۳۰) کا تھا اور یکم رجب ۱۳۰۶ھ کو ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کی اور ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ کو ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کی تاریخ تھی جیسا کہ حضرت میاں معراج الدین صاحب عمر[۵] رضی اللہ عنہ کی مشہور و معروف "ایک سو پچیس (۱۲۵) برس کی جنتری" سے ثابت ہے۔ یہ جنتری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں یکم ستمبر ۱۹۰۶ء کو اشاعت پذیر ہوئی تھی اس جنتری کے صفحہ ۲۱۷ پر مارچ ۱۸۸۹ء کا عیسوی، ہجری، فصلی اور بکرمی کیلنڈر حسب ذیل صورت میں درج ہے:-

۵؎ بیعت ۱۸۹۱ء - وفات ۲۸ جولائی ۱۹۴۰ء

سنہ ۱۸۸۹ء سنہ ۱۳۰۶ھ سنہ ۱۲۹۶ف سمت سنہ ۱۹۴۵

یوم	مارچ	جمادی الثانی/رجب	پھاگن فصلی	پھاگن سمت
جمعہ	۱	۲۸	۱۴	۱۵ بدی
شنبہ	۲	۲۹	۱۵	سدی
یک شنبہ	۳	۳۰	۱۶	۲
دوشنبہ	۴	رجب	۱۷	۳
سہ شنبہ	۵	۲	۱۸	۴
چہارشنبہ	۶	۳	۱۹	۵
پنجشنبہ	۷	۴	۲۰	۶
جمعہ	۸	۵	۲۱	۶
شنبہ	۹	۶	۲۲	۷
یک شنبہ	۱۰	۷	۲۳	۸
دوشنبہ	۱۱	۸	۲۴	۹
سہ شنبہ	۱۲	۹	۲۵	۱۰
چہارشنبہ	۱۳	۱۰	۲۶	۱۱
پنجشنبہ	۱۴	۱۱	۲۷	۱۲
جمعہ	۱۵	۱۲	۲۸	۱۳

شنبہ	۱۶	۱۳	۲۹	۱۴
یک شنبہ	۱۷	۱۴	۳۰	۱۵
دوشنبہ	۱۸	۱۵	چیت	بدی چیت
سہ شنبہ	۱۹	۱۶	۲	۲
چہار شنبہ	۲۰	۱۷	۳	۳
پنجشنبہ	۲۱	۱۸	۴	۴
جمعہ	۲۲	۱۹	۵	۶
شنبہ	۲۳	۲۰	۶	۷
یک شنبہ	۲۴	۲۱	۷	۸
دوشنبہ	۲۵	۲۲	۸	۹
سہ شنبہ	۲۶	۲۳	۹	۱۰
چہار شنبہ	۲۷	۲۴	۱۰	۱۱
پنجشنبہ	۲۸	۲۵	۱۱	۱۲
جمعہ	۲۹	۲۶	۱۲	۱۳
شنبہ	۳۰	۲۷	۱۳	۱۴
یک شنبہ	۳۱	۲۸	۱۴	۱۵

مندرجہ بالا کیلنڈر کی رُو سے صاف کھُل جاتا ہے کہ ۲۳ رمارچ ۱۸۸۹ء کو یقیناً ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ کی تاریخ تھی۔ پس حضرت مولانا عبداللہ صاحبؓ سنوری کی قمری و شمسی تاریخوں میں مکمل موافقت پائی جاتی ہے اور کسی

قسم کا کوئی تضاد نہیں۔ بنا بریں "اختلاف وتضاد" کے مفروضہ پر ۲۲ر مارچ ۱۸۸۹ء کو یوم البیعت تجویز کئے جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

حضرت قمر الانبیاءؓ کا ناطق فیصلہ

چنانچہ حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ اپنے ایک حقیقت افروز نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ نے پہلے دن کی بیعت کی تاریخ ۲۰ر رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۳ر مارچ (۱۸۸۹ء) بیان کی ہے مگر رجسٹر بیعت کنندگان سے پہلے دن کی بیعت ۱۹ر رجب اور ۲۱ر مارچ ظاہر ہوتی ہے۔ یعنی نہ صرف تاریخ مختلف ہے بلکہ قمری اور شمسی تاریخوں میں مقابلہ بھی غلط ہو جاتا ہے۔ اِس اختلاف کی وجہ سے مَیں نے گزشتہ جنتری کو دیکھا تو وہاں سے مطابق زبانی روایت ۲۰ر رجب کو ۲۳ر مارچ ثابت ہوتی ہے۔ پس یا تو رجسٹر کا اندراج چند دن بعد میں ہونے کی وجہ سے غلط ہو گیا ہے اور یا اس میں چاند کی رویت جنتری کے اندراج سے مختلف ہوئی ہوگی۔" (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۴۲ مطبوعہ ۳ر فروری ۱۹۳۹ء)

اخبار "ریاض ہند" امرتسر سے مزید توثیق

حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ کا یہ ناطق فیصلہ (کہ جنتری کی رُو سے ۲۰ر رجب کو ۲۳ر مارچ کی تاریخ ثابت ہوتی ہے) اپنی پُشت پر تحقیقوں اور صداقتوں کی ایک زبردست طاقت رکھتا ہے۔ چنانچہ اگر ۱۸۸۹ء کے جرائد کا مطالعہ کیا جائے تو اُن سے بھی اِس فیصلہ کی مزید توثیق ہوتی ہے۔ مثلاً اِس وقت میرے سامنے امرتسر کے ہفت روزہ "ریاض ہند" کا فائل ہے۔ اس اخبار کے مالک و مہتمم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص و قدیم صحابی حضرت شیخ نور احمد صاحبؓ تھے جن کے "مطبع ریاض ہند" میں نہ صرف حضرت مسیح موعودؑ کی شہرۂ آفاق کتاب "براہین احمدیہ" کے تین حصے چھپے بلکہ دعویٰ ماموریت و مسیحیت کے بعد کی بہت سی کتابیں اور اشتہارات بھی زیورِ طبع سے آراستہ ہوئے اور یہ سلسلہ نہایت باقاعدگی کے ساتھ ۱۸۹۵ء میں "ضیاء الاسلام پریس" قادیان کی تنصیب تک جاری رہا۔ حضرت شیخ صاحبؓ کے اخبار "ریاض ہند" کو برصغیر کی صحافت میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہی وہ اخبار تھا جس میں ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کا مشہور عالم اشتہار شائع ہوا۔ اسی میں جماعت احمدیہ کے سنگِ بنیاد سے بھی برسوں قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریب دلی اور سفروں وغیرہ کی اکثر خبریں شائع ہوا کرتی تھیں اور جہاں تک موجودہ تحقیق کا تعلق ہے "ریاض ہند" واحد اخبار ہے جس میں حضرت

سیدنا المصلح الموعودؓ کی ولادت باسعادت کی خبر شائع ہوئی[1]۔ یہ اخبار اپنے سرورق پر ہمیشہ قمری اور شمسی تاریخوں کے اندراج کا خاص التزام کیا کرتا تھا۔ ماہ مارچ ۱۸۸۹ء میں اس اخبار کے چار نمبر شائع ہوئے۔ جن پر بالترتیب حسب ذیل تاریخیں موجود ہیں:-

۴ر مارچ ۱۸۸۹ء مطابق یکم رجب المرجب ۱۳۰۶ھ	یوم دوشنبہ
۱۱ر مارچ ۱۸۸۹ء مطابق ۸ر رجب المرجب ۱۳۰۶ھ	یوم دوشنبہ
۱۸ر مارچ ۱۸۸۹ء مطابق ۱۵ر رجب المرجب ۱۳۰۶ھ	یوم دوشنبہ
۲۵ر مارچ ۱۸۸۹ء مطابق ۲۲ر رجب المرجب ۱۳۰۶ھ	یوم دوشنبہ

محولہ بالا نقشہ سے جو اخبار "ریاض ہند" کے چار پرچوں سے مرتب کیا گیا ہے اس نظریہ پر مُہر تصدیق ثبت ہو جاتی ہے کہ "التوفیقات الالھامیة" میں یکم رجب ۱۳۰۶ھ کو جو ۳ر مارچ ۱۸۸۹ء کا دن شمار کیا گیا ہے وہ ہرگز درست نہیں۔ بلکہ اس کے برخلاف یہ ۴ر مارچ ۱۸۸۹ء کا دن تھا۔ اور ظاہر ہے کہ اس حساب کے مطابق ۲۰ر رجب ۱۳۰۶ھ کو شمسی تاریخ ۲۳ر مارچ ہی تھی جیسا کہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

خلاصۂ تحقیق

الغرض جس نقطۂ نگاہ اور زاویۂ خیال سے بھی دیکھا جائے اندرونی اور بیرونی علمی اور واقعاتی شہادتوں اور عقلی و نقلی دلائل و براہین کی روشنی میں یہ حقیقت نیر النہار کی طرح ایک قطعی اور فیصلہ کن صورت اختیار کر جاتی ہے کہ **بیعتِ اولیٰ لدھیانہ کی اصل اور صحیح تاریخ ۲۰ر رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۳ر مارچ ۱۸۸۹ء ہے** اور یقیناً یہی دن سلسلہ احمدیہ جیسی مقدس اور عالمی تحریک کی جماعتی زندگی کا پہلا اور مبارک دن ہے جو رہتی دنیا تک یوم الفرقان کی حیثیت سے یادگار رہے گا اور فرمانِ ایزدی "ذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللّٰهِ" کا مصداق و مورد سمجھا جائے گا اور سلسلہ بیعت سے بھی قبل کی یہ خدائی پیشگوئی ہر زمانہ میں پوری شان و شوکت سے پوری ہوتی رہے گی کہ:-

> "اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشو و نما دے گا یہاں تک کہ اُن کی کثرت اور برکت

[1] اخبار ریاض ہند نے اپنی ۲۱ر جنوری ۱۸۸۹ء کی اشاعت میں صفحہ ا پر لکھا: "بڑی خوشی کی بات ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کے گھر ۱۲ر جنوری کو لڑکا پیدا ہوا۔ خدا کرے یہی عمر پانے والا موعود ہو۔"

نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کی چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ ٹھہریں گے۔"

(اشتہار ۴ مارچ ۱۸۸۹ء مشمولہ تبلیغِ رسالت جلد اوّل صفحہ ۱۵۵)

حضرتِ احدیت کے حضور دُعا

اے ہمارے پیارے ربّ اور قادر و ذوالجلال خدا ہمیں اور ہماری سب آئندہ آنے والی نسلوں کو یہ توفیق عطا فرما کہ ہم اس تاریخی دن کی یاد کو ہمیشہ اپنے دلوں میں تازہ رکھیں اور ہمارے رگ و ریشہ اور ذرہ ذرہ میں رُوح و قلب کو تڑپا دینے والے وہ الفاظِ بیعت دائمی طور پر نقش رہیں جو حضرت امام مہدی مسعود علیہ السلام بیعتِ اولیٰ کے موقع پر یا اس کے بعد ہر بیعت کنندہ سے کہلوایا کرتے تھے جن کی تفصیل نہایت جامعیت کے ساتھ دس شرائط بیعت میں موجود ہے اور جو آج بھی فضائے بسیط میں گونج رہے ہیں ؎

یا رب مرا بہر قدمم استوار دار
واں روز خود مباد کہ عہدِ تو بشکنم

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔

جناب امیر صاحب مرکزی جمعیت اہلحدیث سے ایک توقع

مکرم جناب حافظ محمد گوندلوی صاحب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث نے لکھا ہے کہ "میں مدیر ترجمان الحدیث اور دیگر جمعیت کے ارکان کو حکم دیتا ہوں کہ وہ آپس کے اختلافات کو فوری اور قطعی طور پر ختم کر دیں الخ" کیا ہم جناب حافظ گوندلوی صاحب سے توقع رکھیں کہ وہ مدیر ترجمان الحدیث کو یہ بھی حکم دیں گے کہ وہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور لاکھوں احمدیوں کے واجب الاحترام خلفاء سے مسائل کے اختلاف کا ذکر شریفانہ طور پر کیا کریں جہاں تک اُن کی اِن گالیوں کا تعلق ہے جو وہ خاکسار مدیر الفرقان کو دیتے ہیں ان کا جواب تو ذرا سی تبدیلی سے مشہور شاعر کے اس شعر میں دیدیا گیا ہے ؎

ولقد امر علی الظھیر یسبنی
فمضیت ثمۃ قلت لا یعنینی

فی فضیلة الاسلام

(بقلم الاستاذ محمّد عثمان الصدیقی - ایم - اے)

بِفَضْلِ اللهِ إِنَّا مُسْلِمُوْنَ ... عَلٰى دِيْنِ الْهِدَايَةِ قَائِمُوْنَ
صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا سَالِكُوْنَ ... وَمِنْهَاجَ السَّعَادَةِ طَالِبُوْنَ
وَبِالتَّوْحِيْدِ إِنَّا قَائِلُوْنَ ... وَبِالتَّثْلِيْثِ إِنَّا جَاحِدُوْنَ
نُصَلِّيْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ لِّرَبٍّ ... وَمَعَهَا لِلزَّكَاةِ لَفَاعِلُوْنَ
بِشَرْطِ اِسْتِطَاعَتِنَا نَحُجُّ ... وَفِيْ رَمَضَانَ إِنَّا صَائِمُوْنَ
مُحَمَّدُنَا الشَّفِيْعُ لَنَا نَبِيٌّ ... لَهٗ فِيْ اَمْرِ دِيْنٍ تَابِعُوْنَ
وَقُرْاٰنٌ لَّنَا نُوْرٌ مُّبِيْنٌ ... عَلَيْهِ فِي الْحَقِيْقَةِ عَامِلُوْنَ
لَنَا اِسْلَامُنَا دِيْنٌ قَوِيْمٌ ... عَلَيْهِ بِالْعَزِيْمَةِ عَاكِفُوْنَ
وَنَحْنُ رَاكِعُوْنَ وَسَاجِدُوْنَ ... لِرَبٍّ قَانِتُوْنَ وَعَابِدُوْنَ
وَنَحْنُ فِي الْمَصَائِبِ شَاكِرُوْنَ ... وَفِيْ عُسْرٍ وَّيُسْرٍ صَابِرُوْنَ
وَلَسْنَا نَعْمَلُ عَمَلًا قَبِيْحًا ... وَعَنْ اَمْرِ الْفَوَاحِشِ نَاكِبُوْنَ
ضَرَبْنَا الصَّفْحَ عَنْ شَرٍّ وَّاِنَّا ... اِلٰى طَلَبِ الْمَكَارِمِ مَائِلُوْنَ
وَنَنْهَى النَّاسَ عَمَّا لَا يَحِلُّ ... وَبِالْمَعْرُوْفِ اِنَّا آمِرُوْنَ
بِذِكْرِ اللهِ نَطْلُبُ كُلَّ خَيْرٍ ... وَمَا اَحَدًا سِوَاهُ ذَاكِرُوْنَ
وَنَحْنُ لِلْخَلَائِقِ نَاصِحُوْنَ ... وَفِيْ قَوْلٍ وَّعَمَلٍ صَادِقُوْنَ
تَرَكْنَا دِيْنَ مَعْصِيَةٍ وَّاِنَّا ... عَلٰى اَمْرِ الْاِطَاعَةِ دَائِمُوْنَ
وَقَانَا رَبُّنَا طُرُقَ الضَّلَالِ ... فَنَحْنُ اِلَى السَّعَادَةِ عَازِمُوْنَ

وَنَحْنُ لِلرَّذَائِلِ تَارِكُوْنَ
وَنَحْنُ اِلَى الْفَضَائِلِ رَاغِبُوْنَ

اُذکُروا مَوتاکُم بالخیر

عزیز لئیق احمد مرحوم کی یادیں!

(از محترم میجر غلام محمد صاحب کھوکھر ایم اے)

عزیز لئیق احمد صاحب کھوکھر جن کی وفات مورخہ چھ فروری ۱۹۷۰ء کو جلنگھم (انگلستان) میں ہوئی اور جن کی خوش بختی اور خوش نصیبی مورخہ گیارہ فروری کو ان کی بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کا باعث بنی میرا فرزند اور جگر گوشہ تھا۔ عزیزم مرحوم کی وفات کی خبر کے ساتھ ہی طبعاً جذبات کی یہ کیفیت رہی ہے کہ میں تحریک دعا کی غرض سے بھی جو سطور اس بارے میں لکھ سکتا تھا اس کے لئے ہمت نہیں ہوتی رہی۔ ایک لمبے عرصہ کی کشمکش کے بعد اب اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تعمیل میں کہ "اُذکروا موتٰکم بالخیر" خالصۃً لوجہ اللہ اور دعا کی تحریک کی غرض سے ذیل کی سطور عزیزم مرحوم کے متعلق لکھتا ہوں۔

عزیزم مرحوم کی وفات پر متعدد جماعتہائے انگلستان، افریقہ اور امریکہ اور پاکستان کے سرکردہ اصحاب نے ایک کثیر تعداد میں جس رنگ میں اس کا ذکر کیا ہے اور ان کی وفات کے صدمہ کو ایک جماعتی اور قومی صدمہ سمجھا ہے میرا دل اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر گزار اور ان سب احباب کا ممنون ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حضور سے خاص جزا دے اور ان سب کی دعاؤں کے طفیل عزیزم لئیق احمد مرحوم کو اپنے خاص قرب میں جگہ دے۔

عزیزم مرحوم مورخہ چھبیس ستمبر ۱۹۳۱ء کو قادیان میں پیدا ہوا۔ مرحوم کی والدہ محترمہ امۃ العزیز صاحبہ مرحومہ حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی مرحوم (صحابی یکے از ۳۱۳) کی صاحبزادی تھیں۔ ۱۹۳۰ء میں ہماری شادی ہوئی اور اس کے بعد عزیز لئیق احمد کی پیدائش کو ابھی ایک سال ہی مشکل سے گزرا تھا کہ مرحومہ اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں۔ لئیق احمد کے ذکرِ خیر کے ضمن میں اس بات کا تذکرہ بھی بے جا نہ ہوگا کہ مرحوم کی والدہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مخلص اور ذہین خاتون تھیں اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاگردوں میں سے تھیں۔ حضور اقدسؓ نے ۱۹۲۴ء میں اپنے سفرِ انگلستان سے واپسی پر قادیان میں دینیات کی ایک کلاس جاری کی تھی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواتین مبارکہ اور صاحبزادیاں اور دوسرے احمدی احباب کی ذہین بچیوں نے بھی داخلہ

لیا تھا۔ ایک نہایت اعلیٰ عربی، انگریزی اور دوسرے مضامین پر مشتمل نصاب حضورؓ کی منظوری سے پڑھایا جاتا تھا۔ دوسرے اساتذہ کے علاوہ خود سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس تدریس میں بنفس نفیس حصّہ لیا کرتے تھے۔ مرحومہ امۃ العزیز نے اس نصاب کو مکمّل کر کے "مولوی" کا امتحان پاس کیا اور اعلیٰ کامیابی حاصل کی۔ اس کے بعد حضور خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مسجد مبارک قادیان میں خاکسار کے ساتھ ان کے نکاح کا اعلان فرمایا اور شادی کے بعد از راہِ شفقت اور ذرّہ نوازی اور مرحومہ کے تعلق شاگردی کو نوازتے ہوئے ہم دونوں کو اپنے ہاں دعوت طعام کا شرف بخشا۔ اس کے بعد جس طرح کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں عزیزم لئیق احمد کی پیدائش پر ابھی ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ مرحومہ اکیس سال کی عمر میں یعنی عین عنفوانِ شباب میں راہیٔ ملک عدم ہو گئیں اور یہ مرحومہ کا اخلاص اور نیکی اور تقویٰ ہی تھا جس کی بنا پر سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بہشتی مقبرہ میں دفن کرنے کا ارشاد فرمایا۔ حضورؓ نے اپنے تعزیت نامہ میں مرحومہ کے خاص اخلاص کا ذکر کیا۔ حضورؓ کے الفاظ ہی لوحِ مزار پر کندہ کرائے گئے۔ حضورؓ نے تحریر فرمایا:-

"میں بھی اپنے دل میں عزیزہ کی وفات کا نہایت صدمہ محسوس کرتا ہوں۔ ہر ایک نے ایک دن مرنا ہے لیکن وہ لوگ جو اپنے آپ کو کسی خُلق سے عزیز بنالیں اُن کا صدمہ زیادہ ہوتا ہے۔ عزیزہ میری شاگرد تھیں اور مجھے اُن کی ذات سے امید رہتی تھی کہ کسی وقت جماعت کی مستورات کے لئے مفید ثابت ہونگی کیونکہ ذہانت اور محنت کے علاوہ عزیزہ نے نہایت شریف اور سعید طبیعت پائی تھی اور پھر اخلاص اور دین کی محبت میں نے عزیزہ میں ایسی دیکھی ہے کہ مردوں میں سے بھی سب کو اس قسم کی توفیق نہیں ملتی۔ دل غمگین ہے لیکن اس امر سے تسلی ہوتی ہے کہ عزیزہ یقیناً اپنے پیدا کرنیوالے کے اجر کی اور فضل کی مستحق ہوئی اور اس کا قرب اس کے بندے کے لئے تمام دنیوی رشتوں اور علاقوں سے زیادہ قیمتی ہے۔"

مرحوم لئیق احمد اس قسم کی نیک اور عالم دوست ماں کے بطن سے پیدا ہوا۔ والدہ کی وفات کے بعد مرحوم کی نانی محترمہ صالحہ بی بی صحابیہؓ اور دوسرے عزیزوں نے اسکی پرورش اور نگہداشت میں کسی قسم کا دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ جس حد تک میرے لئے ممکن تھا میں بھی اس کی تربیت اور بہبود کیلئے روحانی اور مادی اسباب سے کام لیتا رہا۔ جب مرحوم سکول میں داخل ہونے کی عمر کو پہنچا تو اسوقت میں چنیوٹ ضلع جھنگ میں بطور اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز متعین تھا اور قدرتی طور پر میں نے مناسب سمجھا کہ محکمہ تعلیم سے تعلق کی وجہ سے مجھے یہاں اسکی تعلیم کے لئے

زیادہ سہولتیں میسر ہیں اپنے پاس چنیوٹ میں ہی لے آیا اور وہیں اسے سکول میں داخل کروا دیا۔ اسی دوران میری دوسری جگہ شادی محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ بنت مکرم عبدالحمید صاحب شملوی کے ساتھ ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزائے خیر دے کہ میری اس اہلیہ نے بھی سگی ماں کی طرح نہایت ہمدردی اور پیار سے عزیز لئیق احمد مرحوم کی پرورش اور تربیت پر توجہ دی یہاں تک کہ مجھے ایک لحظہ کے لئے بھی کبھی خیال نہ آیا کہ اگر امۃ العزیز مرحومہ زندہ ہوتی تو وہ اس بچے کا زبیدہ بیگم صاحبہ سے زیادہ خیال رکھتی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ یہ بھی محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان تھا کہ عزیز لئیق احمد مرحوم ایک مخلص اور دیندار ماں کے بطن سے پیدا ہوا اور اپنی نیک اور صالحہ نانی کے ذریعہ اور پھر مخلص اور دیندار والدہ کے ذریعہ اس بچپن کی تربیت کا قادیان دارالامان میں سامان ہو گیا۔

لئیق احمد مرحوم شروع سے ہی نہایت ذہین، ہونہار اور سعید الفطرت بچہ تھا۔ آنے جانے والوں کا بڑا احترام کرتا تھا۔ نمازوں کے لئے خاص شوق تھا۔ بھائی بہنوں سے بڑے پیار اور محبت کا سلوک کرتا تھا۔ کتب تبلیغ اور مطالعہ کا بڑا شوقین تھا۔ فی الحقیقت ماں باپ کی آنکھوں کا تارا اور اساتذہ اور بزرگوں کا وہ چہیتا شاگرد اور عزیز تھا۔ سکول اور کالج کے زمانہ میں اس کا شمار ہمیشہ سنجیدہ اور ذہین طلباء میں ہوتا تھا۔ جب مارچ سنہ ۱۹۴۳ء میں مجھے اپنی فوجی ملازمت کے سلسلہ میں دوسری جگہ جانا پڑا تو عزیز لئیق احمد کو قادیان کے سکول میں داخل کرا دیا۔ چنانچہ سنہ ۱۹۴۷ء میں اس نے میٹرک کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ بعد میں وہ گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوا۔ اور یہیں سے سنہ ۱۹۵۲ء میں بی۔ ایس سی (B.Sc) کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔ سنہ ۱۹۵۳ء میں وہ کینیا (مشرقی افریقہ) چلا گیا جہاں اس کے ماموں اور خسر برادرم مکرم قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی سابق امیر جماعت احمدیہ نیروبی مقیم تھے۔ وہیں محکمہ تعلیم میں عزیز نے ملازمت اختیار کی۔ قیام افریقہ میں عزیز کو دینی خدمات کا تواتر سے موقعہ ملا۔ سنہ ۱۹۵۷ء تک یہ سلسلہ جاری رہا اور اگلے سال سنہ ۱۹۵۸ء میں کینیا گورنمنٹ نے ذہین اور ہوشیار اساتذہ کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کی سکیم کے ماتحت منتخب کر کے وظیفہ پر ایڈنبرگ یونیورسٹی سکاٹلینڈ (انگلستان) میں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے عزیز کو بھجوا دیا۔ سنہ ۱۹۶۱ء میں مرحوم نے بی۔ کام (B.Com) اور سنہ ۱۹۶۲ء میں ایم۔ اے آنرز اقتصادیات کے امتحان پاس کئے۔ اس کے علاوہ لنڈن چیمبرز کا اکاؤنٹس کا سنہ ۱۹۶۱ء میں اور A.C.C.S کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔ سنہ ۱۹۶۲ء میں واپس کینیا آ کر محکمہ تعلیم میں اپنی پہلی ملازمت کے تسلسل میں کام شروع کیا اور اس کے بعد سنہ ۱۹۶۹ء میں پنشن حاصل کر کے بچوں سمیت انگلستان آ گیا اور جلنگھم میں جس جگہ ہماری پرانی جماعت قائم ہے اپنی رہائش کے لئے ایک مکان خرید لیا جہاں اس کی اہلیہ اور بچے ابھی تک قیام پذیر ہیں۔ انگلستان میں بھی کچھ

عارضی طور پر محکمہ تعلیم میں ہی کام کیا اور وفات سے کچھ عرصہ قبل جنیوا میں اقوام متحدہ (U.N.O.) کی اسامی کے لئے اس کا کامیاب انٹرویو ہو چکا تھا لیکن مشیتِ ایزدی کے ماتحت اس جہانِ فانی سے رخصت ہونا پڑا

سے بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

وفات کے وقت عزیز مرحوم کی عمر صرف ۳۹ سال تھی۔ تقویٰ اور سعادت مندی سے زندگی گزارنے والا یہ بچہ روحانی اور جسمانی اطوار سے بہت اچھی صحت کا مالک تھا۔ بچپن میں ہی اور پھر خاص طور پر کالج کی تعلیم کے زمانہ میں اسے تیراکی میں اور دوسری ورزشوں میں بہت دلچسپی تھی چنانچہ تیراکی میں تو گورنمنٹ کالج لاہور کی طرف سے اس نے تیراکی کا ریکارڈ قائم کیا اور اس موقعہ پر ۳۰ مارچ ۱۹۵۲ء کے رسالہ قندیل لاہور کے سرورق پر اسکی تصویر شائع ہوئی اور اس کے ساتھ یہ الفاظ لکھے گئے "لئیق احمد طالب علم گورنمنٹ کالج لاہور جنہوں نے ادپن پنجاب چیمپین شپ (Champian Ship) میں (ایکصد) سو میٹر سنگل کی دوڑ میں ایک نیا پنجاب ریکارڈ قائم کیا" علاوہ ازیں آپ نے ۲۰۰ (دوصد) میٹر سنگل دوڑ جیتی۔ سابقہ ریکارڈ ایک منٹ تین سیکنڈ ہے۔ نیا ریکارڈ ۵۸ (اٹھاون) سیکنڈ ہے۔ اسکی کامیابی کا اعلان مختلف ریڈیو سٹیشنز پر بھی کیا گیا تھا۔ یہ سب کچھ اپنے امام کی دعاؤں کی برکت کا نتیجہ تھا۔

جن کے ساتھ مرحوم نے ہمیشہ باقاعدگی سے خط و کتابت جاری رکھی۔

خدا کی شان ہے کہ تعلیم اور کھیل کے میدان میں اس قسم کا نمایاں مقام رکھنے والا نوجوان اور عمدہ اور اچھی صحت کا مالک ۳۹ سال کی عمر میں دل کی حرکت بند ہونے پر ہمیں داغ مفارقت دے گیا۔

مرحوم اپنے بچوں کی تربیت کا بڑا خیال رکھتا تھا۔ بچوں کی ڈائری میں جا بجا قرآنی آیات اور دعائیں درج کر دیتا تھا تاکہ بچے انہیں بار بار پڑھیں اور حفظ کر لیویں۔ جس طرح اسے خود تبلیغ کا شوق جنون کی حد تک تھا اپنے بچوں میں بھی اس نے شوق پیدا کیا۔ عزیزم مرحوم کے لڑکے اور میرے پوتے عزیزان فرید احمد اور ولید احمد نیروبی میں اپنے فارغ اوقات میں سلسلہ کا لٹریچر تقسیم کرتے تھے اور اپنی استعداد کے مطابق دوسروں کو پیغامِ حق پہنچاتے۔ ایک دفعہ ایک عیسائی کو عزیز فرید احمد نے ایک رسالہ دیا تاکہ وہ اس کا مطالعہ کرے لیکن اس نے اسے دیکھتے ہی واپس کر دیا اور کہا کہ انہیں احمدیوں کا لٹریچر پڑھنے کی اجازت نہیں۔ اس بچے کے متعلق سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مختلف مواقع پر خوشنودی کا اظہار فرما چکے ہیں۔ ایک دفعہ مجلس مشاورت اور اپنے ایک خطبہ جمعہ بتاریخ ۱۶ نومبر ۱۹۶۷ء میں بھی عزیز فرید احمد کا ذکر کیا تھا۔ اس طرح اپنے باپ کی تربیت کے نتیجہ میں عزیز فرید احمد نے حضور اقدس کی خدمت میں خط لکھا وہ اس قدر اخلاص اور

محبت سے لکھا ہوا تھا کہ حضور اقدس نے وہ سارے کا سارا خط اپنے خطبہ جمعہ میں پڑھ کر سنایا۔ چنانچہ یہ خط الفضل میں بھی حضور کے مطبوعہ خطبہ جمعہ میں آ چکا ہے۔

عزیز لئیق احمد نے اپنے بچوں کی دینی تربیت جس انداز میں کرنی چاہی اس کا اندازہ اس واقعہ ہی سے ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ مختلف افریقی ایشیائی اور یورپین طلباء کے درمیان مضمون نویسی کا ایک مقابلہ ہوا۔ اس مقابلہ میں شامل ہونیوالے طلباء کی تعداد چھ ہزار سے زیادہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ عزیز فرید احمد ان تمام طلباء میں سے اوّل رہا۔ جب اس کے نتیجہ کا اعلان ہوا اور اس کے انعام دیئے جانیکی تاریخ مقرر ہوئی تو عزیز فرید احمد نے لکھا کہ میرے نام کے ساتھ "احمدی" کا لفظ بھی لکھا جائے۔ گویا یہ بات بھی اس بچے کے جوشِ اخلاص کا اظہار تھا کہ اس طرح چھ ہزار طلباء میں اوّل آنے والا لڑکا ایک احمدی بچہ ہے۔ اس طرح عزیز لئیق احمد نے اپنے بچوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعائیہ اشعار اور بالخصوص عربی قصیدہ یاد کرایا۔ جب فرید احمد نے یہ عربی قصیدہ یاد کرکے سنایا تو مرحوم نے پچاس شلنگ کا انعام اسے دیا۔ انعام کی یہ ساری رقم عزیز فرید احمد نے حضور کی خدمت میں چندہ اطفال کی مد میں بھیجدی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے اخلاص کو ایسا نوازا کہ ایک ماہ گزرنے کے اندر اندر ہی مذکرہ مقابلہ میں اوّل آنے کی وجہ سے اُسے پانچصد شلنگ کا انعام مل گیا۔ اور جس سکول سے یہ مقابلہ کے لئے بھیجا گیا اس سکول کو بھی پانچصد شلنگ دیئے گئے۔ اس وقت فرید احمد کی عمر تیرہ سال تھی۔ اپنے سب بچوں کے بارے میں عزیز لئیق احمد کو ہمیشہ اسی نوع کی توجہ رہا کرتی تھی اور الحمد للہ اسکی خواہش اور دعاؤں کے نتیجہ میں اس کے بچے اپنی تربیت کے اعتبار سے بھی ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن کی عمر میں برکت ڈالے اور اپنے فضل سے دین کے خادم بنائے۔ منجھلے لڑکے ولید احمد کو بچپن سے ہی وقف کیا ہوا ہے خدا تعالیٰ اس واقفِ زندگی کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو اور اسکی عمر دراز کرے۔ آمین

عزیز لئیق احمد کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مختلف جماعتی خدمات کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کا اصلی امتیاز جس کی وجہ سے وہ احباب جماعت کی دعاؤں کا مستحق ٹھہرتا ہے یہی ہے کہ بچپن میں بھی وہ اطفال اور خدام کی تنظیموں کا رُکن رہا اور جماعتی اجتماعات میں بڑے ذوق و شوق سے شرکت کرتا رہا۔ افریقہ پہنچنے کے بعد تو اس نے خاص ذمہ داری سے جماعتی کام کئے جس کا اظہار اور اعتراف وہاں کے مبلغین اور دوسرے عہدہ داروں نے بھی کیا۔ نیروبی میں ایک عرصہ تک ایسٹ افریقن مشن کے حسابات کے انچارج رہے۔ اسی طرح مشن کی مالی کمیٹی اور مقامی مجلس عاملہ کے بھی رُکن تھے۔ خود موصی تھے اور دوسرے احباب کو وصیت کی تحریک کرنے میں پیش پیش تھے۔ جب

انگلستان گئے تو جاتے ہی جماعت کی تربیت اور تنظیم کے سلسلہ میں کوشش شروع کر دی اور جلنگھم کی مجلس خدام الاحمدیہ کے قائد کے طور پر آخری دن تک خدمت دین کی توفیق پاتے رہے۔

سنہ ۱۹۶۶ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جب رخصت لیکر پاکستان آئے تو عزیز کی صحت ٹھیک نہیں تھی اور اسے آرام کی سخت ضرورت تھی۔ لیکن باوجود اس کے تقریباً تمام نمازیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں ادا کرتے رہے۔ اسی دوران قادیان کے جلسہ سالانہ میں بھی شریک ہوئے۔ ایک ماہ تک وقف عارضی کی تحریک میں بھی حصہ لیا۔ الغرض عزیز لئیق احمد مرحوم بہت سی خوبیوں کا مالک نوجوان تھا۔ بچپن سے لیکر وفات تک ماں باپ کا خدمت گزار رہا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اپنے اس مضمون کے تسلسل میں سلسلہ کے مبلغین اور سلسلہ کے بعض دوسرے مخلص دوستوں کے خطوط کے چند اقتباسات درج کرتا ہوں۔ جن میں انہوں نے عزیز لئیق احمد کی وفات حسرت آیات پر ہمارے ساتھ تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے اس کی کئی خوبیوں کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے سب احباب کو جزائے خیر دے اور ان کی اور ہماری اور دیگر سب احباب کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے مرحوم کو اپنی محبت اور رضا کی آغوش میں جگہ دے۔ آمین

مکرم سید محمد اقبال شاہ صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ جماعت نیروبی نے تحریر فرمایا:۔

"مندرجہ ذیل سطور بحیثیت صدر جماعت احمدیہ نیروبی لکھ رہا ہوں۔ ہمیں آپ کے فرزند مکرم و محترم لئیق احمد صاحب مرحوم کی وفات کا ازحد صدمہ ہوا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم کئی سال نیروبی میں مقیم رہے اور پھر اپنی ملازمت کے سلسلہ میں بعض دیگر مقامات یعنی تھیکا اور ممباسہ میں مقیم رہے۔ اس سارے عرصہ میں وہ جماعت کے کئی عہدوں پر متعین رہے اور انہوں نے سلسلہ کی بےلوث خدمت کی۔ وہ جماعتی کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے تھے۔ انہیں تبلیغ کا ازحد شوق تھا بلکہ کئی مرتبہ وہ اپنے ذاتی خرچ پر لوگوں کو اپنے گھر مدعو کر کے سلسلہ کا پیغام اُن تک پہنچاتے۔ اگرچہ آپ اپنے نہایت ہی قابل بچے کی جدائی محسوس کرتے ہیں لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ سلسلہ ایک ہونہار اور روحانی بچے کو کھو بیٹھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اور ان پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو اور اُن کے اہل و عیال کو اس صدمہ کی برداشت کرنے کی قوت عطا کرے اور خدا ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنی کفالت میں لیکر آپ سب کو ان کی تربیت کی توفیق عطا فرمائے۔ جماعت احمدیہ نیروبی کے تمام افراد اس غم میں آپ کے ساتھ شریک ہیں اللہ تعالیٰ آپ پر اپنے فضل نازل فرمائے

اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا کرے"

حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے تحریر فرمایا :-

"کل مکرمی عبدالسلام صاحب کا خط ربوہ سے ملا جس میں انہوں نے لئیق احمد مرحوم کی وفات کی خبر سے اطلاع دی پڑھ کر بہت ہی افسوس اور رنج ہوا۔ اس کی والدہ کی وجہ سے کہ وہ میری شاگرد تھیں اور ہوشیار طالبات میں سے تھیں اور بہت نیک تھیں اور دوسرے اس کے بچہ ہونے اور ہر طرف سے نجیب ہونے کی وجہ سے واقعی وہ اعلیٰ درجہ کا مخلص نوجوان تھا اور احمدیت کا شیدائی تھا۔ گزشتہ دنوں جب وہ مع بچوں کے قادیان آیا تو اکثر اُن کے بچے میرے گھر میں کھیلا کرتے تھے اور بہت مہذب تھے۔ خدا تعالیٰ اس کو غریق رحمت کرے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے اور اس کی بیوہ اور بچوں کا خود ہی حافظ و ناصر ہو اور صحت اور تندرستی سے ان کو رکھے۔ وہ ایک مخلص نوجوان کی اولاد ہیں۔ مجھے کامل امید ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو ضائع نہیں ہونے دیگا۔ میری طرف سے اور میرے گھر والوں اور بچوں کی طرف سے تعزیت قبول فرما دیں۔ سب افرادِ خانہ کے پاس بھی اظہار افسوس فرما دیں۔"

مکرمی محمد اسحاق صاحب صوفی مبلغ انچارج یوگنڈا نے لکھا :-

"مجھے یہ سُن کر از حد صدمہ ہوا ہے کہ آپکے مخلص، متدین، تبلیغ کا جوش رکھنے والے اور منفق فی سبیل اللہ جوان فرزند مکرم لئیق احمد صاحب کھوکھر انگلینڈ میں اچانک بقضائے الٰہی فوت ہو گئے ہیں۔ اِنّا لِلّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔ مجھے اس صدمۂ عظیم پر آپ سے اور آپ کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کرے، ان کے رُوحانی درجات بلند کرے، آپ کو صبر جمیل عطا کرے اور مرحوم کے اہل و عیال کی خود اعلیٰ درجہ کی کفالت کرے آمین۔"

مکرم امیر الدین صاحب مبلغ کسمو نے لکھا :-

"نہایت قابل اور بڑی خوبیوں کے انسان تھے۔ کتنا درد تھا انہیں سلسلہ کا اور کیا شوق رکھتے تھے وہ تبلیغ احمدیت کا اور اسلام کا۔ بچوں میں بھی یہی جذبہ پیدا کر رکھا تھا۔ اب کی مرتبہ ممباسہ میں تبلیغی شو (SHOW) کا انتظام تھا۔ سکولوں میں دینیات پڑھانا سب باتیں یاد آتی ہیں۔ ان کی وفات ایک قومی نقصان ہے۔"

مکرم بشیر اختر صاحب مبلغ کینیا نے لکھا :-

"مرحوم کھوکھر صاحب کی وفات صرف آپ کے لئے ہی نہیں بلکہ جماعتی نقصان ہے۔ بڑے مخلص اور احمدیت کے فدائی تھے۔ ایسے لوگ دنیا میں کم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت میں کثرت سے ایسے مخلص لوگ پیدا کر دے۔"

مکرم بشیر احمد خان رفیق امام مسجد لندن نے لکھا :-

"مرحوم لئیق احمد تو ولی اللہ تھے۔ صوفی منش،

خادم احمدیت، عاشقِ خلیفۃ المسیح الثالث، اچھے خاوند اور شفیق باپ اور مہربان دوست تھے۔ ایسے لوگ دنیا میں کم ہی ہوتے ہیں جن میں تمام صفاتِ حسنہ کا ایسا اجتماع ہو۔ ہماری جماعت کے لئے ان کی وفات عظیم صدمہ کا باعث ہوئی اور ایک ایسا خلاء پیدا ہو گیا ہے جو محض اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے پُر کر سکتا ہے۔"

مکرم احمد شمشیر سوکیہ صاحب مبلغ انچارج ممباسہ لکھتے ہیں:۔

"محترم لئیق احمد مرحوم و مغفور تو گویا ایک روشنی کا مینار تھے۔ خود ہم مبلغین سلسلہ کے لئے کئی طرح سے وہ مشعلِ راہ تھے اور بہت کچھ ہم ان سے سیکھ سکتے تھے۔ ممباسہ کے مشن میں متعین ہونے کے بعد میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتا تھا کہ جس طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا سے تو نے حضور علیہ السلام کو ایک مددگار سیدنا حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود میں عطا کیا تھا مجھے بھی اس برکت سے ایک مددگار عطا فرما۔ میں اپنے ذوق کے مطابق یہی سمجھتا ہوں کہ جب مکرم لئیق احمد صاحب مرحوم کی تبدیلی اپنی ملازمت کے سلسلہ میں نیروبی سے ممباسہ ہوئی تو میرے لئے اُن کا وجود میرے فرائض تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں ایسا ہی ثابت ہوا جیسا کہ میں اللہ تعالیٰ سے مانگتا تھا۔ میری بیوی مجھ سے کہتی کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا کتنا احسان ہے کہ ایسے نیک اور پاک نفس انسان کی رفاقت اس نے ہمیں عطا فرمائی۔"

مکرم محمد شفیع صاحب اشرف مربی سلسلہ راولپنڈی نے لکھا:۔

"برادرم لئیق احمد صاحب کی وفات کی ابھی خبر ملی۔ اِنّا للّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔ لئیق احمد آپ کا فرزند دلبند اور میرا دلی دوست اور رفیق تھا۔ ہائی سکول قادیان میں وہ میرا کلاس فیلو ہی نہیں سیٹ فیلو بھی تھا۔ اس کی نیکی، ذہانت، تقویٰ اور دوستوں سے محبت کا جذبہ اور پھر اس کی زندگی کے تمام مراحل میں ہنسانے کا کردار اس کی عظمت اور اعلیٰ ظرفی کی دلیل تھے۔ ایک لمبے عرصہ تک جب کہ مرحوم پاکستان میں تھا ہمارا باہمی خط و کتابت کا سلسلہ بھی رہا۔ جب وہ بیرونِ ملک چلے گئے تو جب بھی وہ پاکستان آئے ضرور ملتے اور اپنی تبسم آفرین گفتگو اور دلنشیں باتوں سے قلب و جگر کو مسرور کرتے۔ اُن کے چہرے پر بلاشبہ احمدیت اور اسلام کی برکت سے ایسا نور تھا جو اُن کی قلبی کیفیات کا مظہر اور ان کی رُوح کے تزکیہ کی علامت تھا۔ الغرض مرحوم بہت ہی قابلِ رشک خوبیوں کا مالک تھا۔ جماعتی خدمات کے سلسلہ میں جب بھی اس کا نام سلسلہ کے کسی اخبار اور رسالہ میں دیکھتا تو دل فخر محسوس کرتا۔ افسوس کہ ہمارا یہ عزیز دوست وطن سے دُور اس جواں مرگی کا شکار ہو کر ہمارے دلوں کو حزیں اور ہمارے سینوں کو فگار کر گیا ہے۔ اِنّا للّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔" بہرحال مرضیِ مولیٰ

از ہمہ اولیٰ - اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ہم راضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور ان کی اہلیہ اور ان کے ذہین اور نیک بچوں کا حافظ و ناصر ہو۔"

مکرم چوہدری محمد شریف صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن گیمبیا (GAMBIA) نے لکھا :-

"مرحومین کے ساتھ اصل محبت اور ہمدردی تو یہی ہے کہ ان کے اہل و عیال کا خیال رکھا جائے۔ زبانی جمع خرچ کا کوئی فائدہ نہیں اور نہ کسی حساب کتاب میں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق عطا فرمائی ہے کہ آپ اپنے لخت جگر کے جگر گوشوں کا خیال رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کار خیر کی زیادہ سے زیادہ توفیق عنایت فرماکر اپنی رحمتوں اور برکات کا وارث بنائے اور آپ بھی اُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ کا مصداق ہوں۔"

عزیز لئیق احمد مرحوم کا ذکر ایسٹ افریقن ٹائمز یکم اگست ۱۹۶۲ء میں :-

"محترم لئیق احمد صاحب ایڈنبرا یونیورسٹی (انگلینڈ) سے ایم۔ اے آنرز کی ڈگری لیکر گزشتہ جولائی میں کینیا میں واپس تشریف لائے۔ وہ اعلیٰ تعلیم کے لئے حکومت کے محکمہ تعلیم کی طرف سے ملکمانہ سکالرشپ پر انگلستان بھیجے گئے تھے۔ وہاں پہلے انہوں نے 'بی کام' کی ڈگری حاصل کی اور پھر ایم۔ اے آنرز کیا۔ اس سے پہلے وہ پنجاب یونیورسٹی کے صرف سائنس کے گریجوایٹ تھے۔ انگلستان میں وہ مع اہل و عیال تشریف لے گئے تھے جہاں چار سال تک ان کا قیام رہا۔ آپ کے ایم۔ اے ہونے کا عجیب ماجرا ہے۔ روانگی سے کچھ عرصہ قبل حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر ربوہ میں ان کے ذکر پر فرمایا "لئیق احمد ایم۔ اے نے بھی یہ بات بیان کی ہے"۔ حالانکہ لئیق احمد اس وقت صرف بی۔ ایس سی (B. Sc) تھے۔ اور سامعین میں سے کیپٹن ملک خادم حسین صاحب سابق ناظر امور عامہ نے عزیز کی بی۔ ایس سی ہونے کے متعلق عرض کیا تو حضور نے مسکرا کر فرمایا "ایم۔ اے بھی ہو جائیگا"۔ اور بظاہر یہ بات بعید از قیاس ہے کہ ایک سائنس گریجوایٹ آرٹس کے مضامین لیکر ایم۔ اے کرنے کے لئے کبھی دوبارہ بھی کسی یونیورسٹی میں داخل ہو سکتا ہے لیکن خدا کی شان ہے کہ موصوف ان وظائف کے لئے منتخب ہو گئے جو بعض قابل اور ہونہار اساتذہ کو ولایت بھجوا کر مزید تعلیم دلانے کے لئے حکومت نے جاری کئے تھے۔ لیکن ولایت میں جب تین سال میں آپ نے "بی کام" کا امتحان پاس کر لیا تو اگرچہ اب انہیں واپس آنا چاہیئے تھا مگر محکمہ تعلیم نے ان کی خواہش پر کہ "ایم۔ اے اکنامکس" بھی کرنے کی اجازت دی جائے ایک سال کی مزید توسیع منظور کر لی۔ یہ ایک غیر معمولی رعایت تھی جس کی پہلے کوئی مثال نہ تھی مگر خدا کے ایک برگزیدہ بندے کے مُنہ سے نکلی ہوئی بات کو پورا ہونا تھا۔ چنانچہ ایک سال کے لئے مزید وہاں رُک گئے اور ایم۔ اے (اقتصادیات) کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کرنے کے بعد واپس نیروبی ہوئے اور آپ فی الواقعہ لئیق احمد ایم۔ اے بن گئے۔ حضرت مولانا رومی نے خوب کہا ہے

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
(ایسٹ افریقن ٹائمز یکم اگست سنہ ۱۹۶۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے ایک خطبہ میں ذکر

الفضل مورخہ ۱۷ر نومبر سنہ ۱۹۶۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا فرمودہ خطبہ جمعہ جو بتاریخ ۲۹/۹/۶۷ بمقام کوہ مری ارشاد فرمایا گیا درج ہوا ہے۔ فرمایا :-

"افریقہ میں ہمارے ایک بھائی ہیں لئیق احمد اُن کا نام ہے بڑے مخلص دُعاگو ہیں اور ہر وقت انکو یہ احساس رہتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ہم پر فضل کر رہا ہے ہمیں اپنی راہ میں قربانیاں دینے کی توفیق عطا کر رہا ہے ہمارے بچے بھی اس کے فضلوں کے وارث بنیں اور اس کی راہ میں قربانیاں دیں۔ چند دن ہوئے انہوں نے مجھے خط لکھا جو کل ہی مجھے ملا ہے۔ انہوں نے اپنے بچوں سے کہا (ایک بچہ بہت چھوٹا ہے) بڑے بچے جو ہیں ان کو انہوں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قصیدہ تم حفظ کر لو (جو نعتیہ قصیدہ ہے یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ یَسْعٰی اِلَیْکَ الْخَلْقُ کَالظَّمْاٰنِ) میں تمہیں ۵۰/- شلنگ کا انعام دوں گا ... بہرحال انہوں نے اپنے بچوں کو پچاس شلنگ انعام کا وعدہ دیکر انہیں اس طرف متوجہ کیا اور شوق ان میں پیدا کیا اور انہوں نے یاد کرنا شروع کر دیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ میری اور میری بیوی کی خواہش تھی کہ ہم اسے ترغیب دیں کہ جب اسے انعام ملے تو اس کا ایک حصہ وہ اللہ کی راہ میں دے اور ایک حصہ وہ اپنے بھائیوں کو دے تاکہ وہ اس خوشی میں شریک ہوں اور ایک حصہ وہ اپنے اوپر خرچ کرے۔ چنانچہ ان کے والد اپنے خط میں لکھتے ہیں "یہ قصیدہ حفظ کرنے کے دوران میں ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عزیز کو خواب میں سید الانبیاء حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور پُرنور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی زیارت کا شرف بخشا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ پھر وہ لکھتے ہیں "عزیز فرید احمد کی امی کا اور میرا خیال تھا کہ انعام دینے سے قبل بچے کو تربیت کے طور پر کسی رنگ میں کچھ ترغیب دلائیں گے کہ اس رقم میں سے کچھ چندہ دیدے اور کچھ اپنے بھائیوں اور بہن کو دے اور بقیہ رقم اپنے استعمال میں لائے لیکن قصیدہ حفظ کرنے سے پہلے ہی ایک دفعہ عزیز نے ہماری تحریک کے بغیر اپنا عندیہ ظاہر کر دیا کہ وہ انعام کی رقم ساری کی ساری حضور انور کی خدمت اقدس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جاری کردہ تحریک وقف جدید کے چندہ کے طور پر پیش کر دیگا کیونکہ حضور اقدس ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس عظیم الشان تحریک کی مالی مضبوطی کا کام اپنے بچوں کے سپرد کیا ہے۔ اس عزیز کے منشاء کے مطابق میں پچاس روپیہ کا ایک چیک حضور پُرنور کو بھجوا رہا ہوں۔ ..... اس قسم کی نہایت حسین مثالیں بھی ہمارے بچوں میں پائی جاتی ہیں"۔

حیاۃُ اَبِی العطاءِ

زندگی کے نئے سال کے پہلے دن کے جذبات

زندگی کی "چند منتشر یادیں" احباب کے پُرزور اصرار پر لکھنی شروع کی تھیں۔ اس دوران ایسے حالات پیدا ہوتے رہے کہ اس سلسلہ کو باقاعدہ طور پر بھی جاری نہ رکھا جا سکا جس پر بہت سے احباب نے شکوہ بھی کیا۔ اب پھر ارادہ کیا ہے کہ اس سلسلہ کو اختصار سے از سرِ نو جاری کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ آئندہ ماہ سے پھر باقاعدہ طور پر اس کی اشاعت شروع ہو جائے گی۔ وباللہ التوفیق۔

انسانی زندگی عجیب ہے انسان چاہے نہ چاہے وہ گزرتی جاتی ہے۔ دنوں کے بعد دن، ہفتوں کے بعد ہفتے، مہینوں کے بعد مہینے اور سالوں کے بعد سال گزرتے جاتے ہیں انسان اس معاملہ میں سراسر بے اختیار ہے۔

ہمارے آقا سرورِ کونین فخرِ موجودات سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صفحۂ زمین کو اپنے بابرکت جسمِ اطہر کے ذریعہ تریسٹھ سال تک ظاہری طور منور فرمایا اور پھر آپ رحلت فرما گئے البتہ آپ کے روحانی انوار و فیوض کی سلامت برکات جاری ہیں اور رہتی دنیا تک جاری رہیں گی۔

اب اگر کسی مومن کو تریسٹھ سال کی عمر مل جاتی ہے تو اُسے گونہ فخر حاصل ہو جاتا ہے اور اگر اس سے زیادہ عرصہ تک دینی کام کرنے کی سعادت حاصل ہو جائے تو پھر وہ مومن بہت ہی خوش قسمت ہے کیونکہ اسے خاص موقعہ مل گیا ہے۔

میرے ربِّ کریم نے مجھ ناچیز اور نابکار گنہگار کو جن عظیم نعمتوں سے نوازا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میری عمر اب سرسٹھ (۶۷) سال ہو گئی ہے۔ میری پیدائش ۱۴ اپریل ۱۹۰۴ء مطابق ۲۷ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ ہجری قمری بروز پنجشنبہ ہوئی تھی۔ اس طرح اس سال چودہ اپریل کا دن میری زندگی کے نئے سال کا پہلا دن تھا۔ میرا خیال ہے کہ ہر حساس شخص کو اپنی زندگی کے نئے سال کے پہلے دن ایک خاص خوشی ہوتی ہے اور نئی ذمہ داریوں کا احساس ہوتا ہے۔ بظاہر جب انسان بوڑھا ہو جاوے اور اس کے بال سفید ہو جائیں تو یہ احساس زیادہ زوردار ہوتا ہے۔ اس دن کچھ آرزوئیں، کچھ تمنائیں اور کچھ دعائیں دل کی گہرائیوں سے اُبھرتی ہیں۔ چنانچہ ۱۴ اپریل کو میرا بھی یہی حال ہوا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نئے سال کو بھرپور اور مقبولِ بارگاہ خدماتِ دینیہ بجا لانے اور اپنے خاص قرب کا ذریعہ بنا دے اور اس دُعا میں شریک ہونے والے جملہ احباب کو بھی اپنے خاص فضلوں سے نوازے۔ اللّٰھم آمین۔

البیان کی اشاعت کے سلسلہ میں گرامی نامہ

حضرت قاضی پروفیسر محمد اسلم صاحب ایم۔ اے تحریر فرماتے ہیں :۔

" البیان بعد نظر ثانی الگ شائع ہو رہا ہے اس سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ یہ بھی ایک نادر اضافہ قرآنی لٹریچر میں ہوگا بہت ضروری اور بہت مفید۔ اسکے امتیازات: سادگی بیان، اختصار، دلنشین اسلوب انشاء اللہ نظر ثانی میں اور اجاگر ہو جائیں گے۔ میرا مشورہ یہ ہے ——— امید ہے کہ خوب توجہ دیں گے :۔

۱۔ اغلاط نہ ہوں۔ اس کا بندوبست کریں گے۔ عام طور پر قرآن مجید قریباً غلطیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اگر غلطیاں نہیں رہتیں تو طباعت میں نقص رہ جاتے ہیں یعنی چھپائی روشن اور ایک طرز کی نہیں ہوتی اسلئے

۲۔ اہتمام فرمائیں کہ ساری کتابت ایک قلم سے ہو اور قلم موٹی ہو جسے کمزور نظر والے بھی پڑھ سکیں۔

۳۔ کاغذ بھی موٹا جاندار ہو۔ ایسا نہ ہو کہ چند ماہ کے استعمال سے ہی اوراق ایسے ہو جائیں گویا بہت پرانے ہیں۔

۴۔ کاغذ پر سیاہی سے کوئی نشان لگایا جائے تو سیاہی پھیل نہ جائے۔

۵۔ سائز تو یہی ٹھیک رہیگا جو الفرقان کا ہے۔ باقی اسلوب بھی یہی دیکھا ہوا ہے۔ اچھا لگتا ہے اس میں کوئی جدت ہوئی تو کچھ کہہ نہیں سکتے کیسی ہو۔

۶۔ مضمون کے لحاظ سے ایک ضروری مشورہ یہ ہے کہ ہر سورہ کے شروع میں ایک مختصر دیباچہ آپکے اپنے سٹائل میں ہو جس میں سورہ کا خلاصہ آجائے اور اپنے سے پہلی اور اپنے بعد آنیوالی سورہ کے مضمون میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہو جائے۔

۷۔ اگر مقطعات پر بنیاد رکھ کر سارے قرآن شریف کی ایک تبویب بھی پیش کر دیں تو نئی بات ہوگی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اسکی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ مقطعات کے لحاظ سے قرآن شریف کے ۷۔ ۸ ابواب بن جاتے ہیں۔ اس سے مضمون مختصر رکھنے میں بڑی امداد ملتی ہے اور ایک نیا نقطہ نظر جو سارے قرآن شریف پر حاوی ہو جاتا ہے مل جاتا ہے۔

۸۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو شروع میں ایک فہرست سُوَر عام ترتیب کے لحاظ سے دیں جس میں سورہ کا نام اور نمبر دونوں ہوں۔ نمبر اسلئے کہ انگریزی میں حوالجات عموماً سورہ اور آیت کے نمبر شمار سے ہوتے ہیں اسلئے نمبر معلوم کرنے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔ لیکن

۹۔ ایک فہرست شروع میں قرآن شریف کی ترتیب نزول سے بھی دیں۔ ترتیب نزول ایک ظنی بات ہے لیکن ہماری تحقیق میں شامل ہے۔ ہاں یہ ضروری ہوگا کہ اس فہرست میں ایک کالم ہر سورہ کی عام کیفیت کیلئے بھی ہو۔ اس کالم میں بتایا جائے کہ اس سورہ کا مثلاً اکثر حصہ قبل از ہجرت یا بعد از ہجرت نازل ہوا لیکن بعض آیات دوسرے موقعہ پر نازل ہوئیں یا یہ سورہ ایک سے زیادہ بار نازل ہوئی یا قبل از ہجرت بھی نازل ہوئی اور بعد از ہجرت بھی وغیرہ وغیرہ۔ اس فہرست کو دو حصوں یعنی زمانہ قبل از ہجرت اور زمانہ بعد از ہجرت میں تو تقسیم کرنا ہی ہوگا۔ بہتر ہوگا اگر ہو سکے تو دو نو زمانوں کے آگے تین تین حصے کر دیئے جائیں یعنی ابتدائی، وسطی، آخری۔ تاکہ تاریخ نزول تخمینی طور پر معلوم ہو جائے۔

اور کوئی بات سوجھی تو وہ بھی عرض کر دوں گا۔

کتابت میں ایک قلم اور قلم بھی موٹی اور صحت اعراب وغیرہ۔ یہ ضروری امور ہیں۔

اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل ——— اور فضل خاص سے اس کام کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے اور سب ضروری سامان بہم پہنچائے۔ آمین۔ خاکسار قاضی محمد اسلم "

جذبات تسنیم

(جناب میر اللہ بخش صاحب تسنیم)

یہ شمس و قمر، ابر و ہوا، ارض و سماوات
سب انفس و آفاق کے خالق کی ہیں آیات

ہے خاک کے ذرّوں کی سرِ عرش رسائی
حیرت سے فلک تکتا ہے بندوں کے مقامات

ہے علم وہی علم جو لے جائے خدا تک
جو کچھ بھی ہے باقی ہے وہ شیطاں کی خرافات

آدم نے دیا صلح کا پیغام جہاں کو
ابلیس نے ایجاد کئے جنگ کے آلات

تسلیم و رضا بندۂ مومن کا وطیرہ
ابلیس کا شیوہ ہے مگر فخر و مباہات

انسان حقیقت میں بہت کم ہیں جہاں میں
ہیں بیشتر انسان کی صورت میں جمادات

ہم صلح و محبت کا جنہیں دیتے ہیں پیغام
کرتے ہیں وہی سنگ فشانی سے مدارات

بس سمجھو یقیناً کہ وہ دم توڑ رہا ہے
جو دین ہے اس دور میں محرومِ نشانات

ہے زندۂ جاوید محمدؐ کی صداقت
باقی نہیں دنیا میں نشانِ ہبل و لات

دل نرم، نظر گرم مگر خوف سے خالی
ہیں بندۂ مومن کی مخصوص علامات

آساں نہیں منزلِ مقصودِ مسلماں
اس راہ میں آتے ہیں خطرناک مقامات

مٹی کو یونہی روند کے غافل نہ گزر جا
ہر ذرّے میں مستور ہیں صدیوں کی حکایات

ہیں برسرِ پیکار عقائد سے عقائد
تسنیم خیالات کو کھاتے ہیں خیالات

سرزمین قادیان کا اوّلین دواخانہ

جسے ۱۹۱۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اپنے مبارک ہاتھوں قائم فرمایا

دوائی خاص
زنانہ امراض کا واحد علاج
دواؤں کی قیمت چھ روپے

قدیمی — اوّلین — شہرۂ آفاق
حبّ اٹھرا رجسٹرڈ
مکمل کورس بیس روپے

زدجام عشق

حبّ مفید النساء
بے قاعدگی کا بہترین علاج
پانچ روپے

ہمارا اصول
• صاف ستھرے اجزاء • دیانتدارانہ دوا سازی۔
• عمدہ پیکنگ • غریبانہ قیمت • مخلصانہ مشورہ
اور
اسی اصول کے تحت ۱۹۱۱ء سے آپ کی خدمت کرتے چلے آ رہے ہیں۔

زرینہ اولاد گولیاں
انعام خداوندی
قیمت فی کورس پندرہ روپے

حبّ مسان
سوکھے کی مجرب دوا
تین روپے

حکیم نظام جان اینڈ سنز چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
بالمقابل ایوان محمود۔ ربوہ

معین الصحت
تلی بھوک خرابی جگر اور یرقان کا علاج
پانچ روپے

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ لاہور

کو

یاد رکھیے

اینٹی گیس

تبخیر معدہ۔ مراق۔ ڈر۔ خوف۔ وہم۔ ڈکاریں۔ بلڈپریشر۔
کانوں میں آوازیں۔ تیزی احساسات۔ غصہ غضب۔ تکرار۔
وحشت۔ مرگی اور ہسٹریا کیلئے مجرب۔ پندرہ یوم پانچ روپے۔

اٹامک پلز

کمی خون۔ سانس پھولنا۔ سر چکرانا۔ گرمی۔ جگر و مثانہ اور
دیگر علامات۔ نوجوانوں میں خاص طور پر مفید ہے۔

پندرہ یوم۔ پانچ روپے

حکیم قاضی نذر محمد قاضی دواخانہ چک چٹھہ
(حافظ آباد) گوجرانوالہ

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

الفردوس

۸۵۔ انارکلی لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں

نورکاجل

ربوہ کا مشہورِ عالم تحفہ

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کیلئے نہایت مفید
خارش، پانی بہنا، ٹھیمی، ناخنہ، ضعف البصارت
وغیرہ امراضِ چشم کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ متعدد
جڑی بوٹیوں کا سیاہ رنگ جوہر ہے جو عرصہ ساٹھ
سال سے استعمال میں ہے
خشک و تر فی شیشی۔ سوا روپیہ

تریاق اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ
کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزا کے ساتھ
پیش کی جا رہی ہے۔

اٹھرا، بچوں کا مردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے بعد
جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر ہونا
ان تمام امراض کا بہترین علاج!

قیمت۔ پندرہ روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ

گول بازار ربوہ۔ فون نمبر ۳۸

ماہنامہ الفرقان کے معاونین خاص

پہلے دس سالہ دَور کے ختم ہونے پر تحریک کی گئی ہے کہ جو دوست پانچ سال کے لئے مبلغ چالیس روپے ارسال فرمائیں گے وہ پانچ سال کے لئے رسالہ کے معاونین خاص شمار ہوں گے ان کے نام پانچ سال تک رسالہ بھی جاری رہے گا اور ان کے نام بھی دعا کے لئے تحریک کی غرض سے ہر رسالہ شائع ہوتے رہیں گے۔ اس بارے میں آج تک کی پہلی مکمل فہرست سالہ ناموں پر مشتمل شائع کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان احباب کو تعاون کی جزا بخشے۔ آمین ——— (ابوالعطاء جالندھری)

کراچی

- جناب عبدالرحیم صاحب مرحوش رحمانی
- جناب کلیم اللہ خان صاحب
- جناب سید ناصر احمد مرتضیٰ علی صاحب
- جناب مرزا محمد شریف صاحب چغتائی
- جناب ملک منیر احمد صاحب
- محترمہ انور سلطانہ صاحبہ
- ،، بیگم چوہدری ناصر احمد صاحب
- جناب عبدالمجید صاحب
- جناب چوہدری نذیر احمد صاحب

لاہور شہر و ضلع

- جناب ملک عبدالحمید خان صاحب سنکھی
- جناب چوہدری محمد نذیر صاحب
- جناب ملک منور احمد صاحب جاوید
- جناب ملک رشید الدین صاحب انور چوتیال
- جناب خواجہ محمد شریف صاحب
- جناب چوہدری اسداللہ خان صاحب امیر جماعت
- جناب چوہدری عبدالحمید صاحب
- جناب عبدالغنی صاحب قریشی
- جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب
- جناب لیفٹیننٹ کرنل جی۔ایم اقبال صاحب
- جناب چوہدری نصیر احمد صاحب
- جناب محمد ضیاء الحق صاحب

ضلع شیخوپورہ

- محترمہ مس ایم۔ایس جنجوعہ لونگوال چک ۲۸
- جناب رشید احمد صاحب بھٹی مکھیانہ

پشاور

- جناب ملک خلیل احمد صاحب اختر شاہد
- جناب چوہدری احسان اللہ خان صاحب

راولپنڈی شہر و ضلع

- جناب خواجہ محمد عبدالغنی صاحب
- جناب ملک وزیر حسن صاحب محمودہ

سیالکوٹ

- جناب حاجی محمد یعقوب صاحب امیر جماعت

گوجرانوالہ شہر و چھاؤنی

- جناب محمد سعید صاحب
- جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد افغانوی
- جناب حکیم حمید احمد صاحب قریشی

کوئٹہ و قلات

- جناب منیجر صاحب جاوید کول کمپنی
- جناب شیخ ڈاکٹر محمد حنیف صاحب امیر جماعت
- جناب چوہدری محمود احمد صاحب
- جناب سید قربان حسین شاہ صاحب

گجرات

- جناب لیفٹیننٹ کرنل ایم۔ اے صدیق الرضا صاحب
- جناب صوبیدار عزیز الدین صاحب کالرہ دیوان سنگھ
- جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب

لائلپور

- جناب چوہدری عصمت اللہ صاحب چک $\frac{127}{R\text{-}B}$
- جناب مبارک احمد صاحب

ربوہ

- جناب چوہدری صلاح الدین صاحب
- جناب ڈاکٹر راجہ نذیر احمد صاحب

سرگودھا

- جناب میاں عبدالسمیع صاحب ایڈووکیٹ
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب
- جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت

ضلع ملتان

- جناب ڈاکٹر رفیق احمد صاحب بوریوالہ

ضلع ڈیرہ غازیخان

- جناب سردار فیض اللہ خان صاحب۔ رتڑہ۔

ضلع کیمبل پور

- جناب چوہدری سلطان رشید صاحب کوٹ فتح خان

جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت

سندھ

- جناب علاء الدین صاحب گوٹھ علاء الدین
- جناب ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب نواب شاہ
- جناب ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب صدیقی امیر جماعت میرپورخاص
- جناب علی انور صاحب سکھر

بنوں

- جناب فضل الرحمان خان صاحب

کشمور

- جناب بشارت احمد صاحب باجوہ

مکران

- جناب محمد یوسف صاحب شیخانی باتار

ڈھاکہ

- جناب ایس۔ ایم حسن صاحب امیر جماعت

U.S.A

- جناب ڈاکٹر ایم حسین صاحب جد پورٹ لینڈ
- جناب قاضی ڈاکٹر محمد برکت اللہ صاحب

(طابع و ناشر: ابوالعطاء جالندھری ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ ضلع جھنگ)

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Peach Jam
HOT KETCHUP
Plum Jam
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ۔ لاہور

Only Title printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.